عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۶ تا ۱۲ رشعبان ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رجون ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۲۳

شبِ براءت کے فضائل

بدعات و رسومات

موت العالِم موت العالَم

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کا وصال

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

انشورنس کمپنی میں انویسٹمنٹ

ابوحسن، کراچی

س:......ایک انشورنس کمپنی کی انویسٹمنٹ ہے جس میں ہر مہینے دس سال تک ایک ہزار روپے جمع کرنا ہوتا ہے، جس کا ٹوٹل ایک لاکھ بیس ہزار بنتا ہے اور دس سال بعد یہ ڈبل ہو کر واپس ملے گا، یعنی دو لاکھ چالیس ہزار۔ کیا یہ انشورنس کروانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:......انشورنس سود اور جوئے کا مجموعہ ہے۔ انشورنس کمپنیاں لوگوں سے رقم وصول کرنے کی خاطر مختلف پالیسیاں بناتی ہیں اور طرح طرح سے لالچ دیتی ہیں، لوگوں سے رقم لے کر یہ سودی کاروبار میں لگا دیتی ہیں اور اس پر جو سود ملتا ہے، وہی سود رقم دینے والوں میں رقم کی مناسبت سے تقسیم کر دیتی ہیں۔ اس لئے انشورنس کمپنی میں انویسٹمنٹ کرنا حرام ہے اور اس پر ملنے والا منافع خالص سود ہے۔

منت کی رقم

س:......ایک آدمی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو ایک بکرا صدقہ کروں گا، اب اگر اس کا کام پورا ہو جاتا ہے تو بکرا لے کر صدقہ کرنا ہی ضروری ہوگا یا بکرے کی قیمت بھی صدقہ کی جا سکتی ہے؟

ج:......اگر اس کے پاس بکرا موجود تھا اور متعین کر کے نیت کی تھی تو اسے صدقہ کرنا ضروری ہوگا اور اگر متعین نہیں کیا تھا یا موجود ہی نہیں تھا تو پھر بکرے کی قیمت مارکیٹ ریٹ کے مطابق معلوم کر کے صدقہ کر سکتے ہیں اور منت کی رقم یا کوئی چیز صرف غربا، فقرا جو مستحق زکوۃ ہوں ان پر ہی خرچ کر سکتے ہیں، خود یا غنی اور مال داروں کو اس میں سے کھانا جائز نہیں۔

حاملہ عورت کی عدت

س:......ایک عورت حاملہ تھی جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اب وہ عدت کیسے گزارے گی؟ موت کی عدت پوری کرے یعنی چار مہینے دس دن یا وضع حمل والی عدت پوری کرے یا دونوں عدتیں پوری کرے؟

ج:......حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے، جیسے ہی بچہ کی ولادت ہوگی اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔

س:......جس طرح عدت وفات میں عورت خوشبو، میک اپ، نئے کپڑوں کا استعمال اور زیب و زینت نہیں کر سکتی تو کیا طلاق کی عدت میں بھی اسی طرح کرنا ہوگا؟

ج:......طلاق رجعی میں جس میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے، مطلقہ عورت کے لئے زینت اختیار کرنا مستحب ہے، تاکہ شوہر مائل ہو جائے اور رجوع کر لے۔ طلاق رجعی کے علاوہ دیگر طلاقوں میں مطلقہ کو بناؤ سنگھار کرنے کی اجازت نہیں اور عدت وفات میں بھی یہی حکم ہے۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

زندگی میں قضا نمازوں کا فدیہ

س:......کیا زندگی میں اپنی نمازوں کا فدیہ دے سکتے ہیں، اس ڈر سے کہ پتہ نہیں بعد میں وارث دیں یا نہ دیں؟

ج:......نماز کا فدیہ زندگی میں ادا کرنا درست نہیں، بلکہ قضا نمازوں کو ادا کرنا واجب ہے اور وصیت کر دینا بھی ضروری ہے کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں باقی ہیں، ان کا فدیہ ادا کر دیا جائے، تو ورثاء کے ذمہ لازم ہو جائے گا کہ وہ ایک تہائی مال میں سے آپ کا فدیہ ادا کریں، باقی دو تہائی مال میں ورثاء کا حق ہوگا اور اگر آپ نے مال نہیں چھوڑا یا وصیت نہیں کی تو پھر ورثاء کے ذمہ کچھ بھی لازم نہیں ہوگا، چاہیں تو اپنی خوشی سے دے دیں، چاہیں تو نہ دیں۔

فجر کی اذان کے بعد قضا نماز

س:......کیا قضا نماز فجر کی اذان ہونے کے بعد پڑھ سکتے ہیں؟

ج:......قضا نماز ہر وقت پڑھ سکتے ہیں سوائے تین اوقات کے: ۱:سورج طلوع ہوتے وقت، ۲:سورج غروب ہوتے وقت، ۳:زوال کے وقت۔ ان اوقات میں قضا نماز سمیت کوئی بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
انٹرنیشنل

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ ۶ تا ۱۲ رشعبان ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رجون ۲۰۱۳ء شمارہ:۲۳

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر کا وصال	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!	۹	شمس الحق ندوی
شبِ برأت کے فضائل.... بدعات و رسومات	۱۲	مفتی محمد راشد ڈسکوی
ختم نبوت کانفرنس ڈی جی خان	۱۷	مولانا غلام اکبر ثاقب
دورِ حاضر کا دجالی فتنہ	۱۹	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
موجودہ معاشرہ.... ایک نظر میں (۲)	۲۳	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری
نماز کی اہمیت	۲۶	چوہدری افضل حق

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

اسباب اور توکل

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اُونٹوں کو باندھ کر توکل کروں یا ان کو کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو باندھ دے اور توکل کر!" (ترمذی ج:۲ ص:۷۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت جو امام ترمذی رحمہ اللہ نے درج کی ہے، اس کی سند پر تو محدثین کو کلام ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، مگر یہ مضمون صحیح ہے، چنانچہ اس باب میں حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری رضی اللہ عنہ کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے وہ صحیح ابن حبان میں سندِ صحیح سے مروی ہے۔ (فیض القدیر شرح جامع صغیر ج:۲ ص:۸)

اس حدیث پاک میں یہ تعلیم ہے کہ مال وجان کی حفاظت کے اسبابِ عادیہ کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں، بلکہ عین توکل ہے۔ کوئی شخص رات کو گھر کے دروازے کھلے چھوڑ دے یا چوپاؤں اور مویشیوں کو کھلا چھوڑ کر یوں سمجھے کہ میں نے توکل کیا ہے، تو یہ توکل نہیں، بلکہ بے عقلی ہے۔ ہاں! اپنی قدرت وہمت کے مطابق جائز اسباب کو اختیار کرنے کے بعد ان پر اعتماد نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے، یہ توکل ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تفویض کے معنی ترکِ تدبیر نہیں، بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا کے سوا کسی پر نظر نہ رکھے، تدبیر کرے اور تدبیر کے نتیجے کو خدا کے سپرد کردے۔" (انفاس عیسیٰ ص:۲۲۱)

دُوسری جگہ فرماتے ہیں:

"ترکِ اسباب حقیقت ہے ترکِ اسبابِ مظنونہ غیر مامور بہا، یعنی جن اسباب پر مسبب کا ترتب عادۃً یقینی و قطعی نہ ہو اور شرعاً وہ واجب بھی نہ ہوں، ان کو ترک کردینا جائز ہے، باقی جن اسباب پر عادۃً مسببات کا ترتب یقینی ہے ان کا ترک جائز نہیں، مثلاً: عادۃً کھانا کھانے پر شبع (سیری) کا ترتب اور پانی پینے پر سیرابی کا ترتب ..... اور اسبابِ مظنونہ کا ترک بھی اس شخص کو جائز ہے جو خود بھی قوی الہمت ہو اور اس کے اہل وعیال بھی، یا اس کے اہل وعیال ہی نہ ہوں۔ اسی طرح اسبابِ مامور بہا کا ترک، توکل نہیں، چونکہ وہ سب اسبابِ قطعیہ یقینیہ ہیں۔" (حوالہ مذکور ص:۲۲۳)

اس سے ان حضرات کی غلط فہمی دُور ہوجانی چاہئے جو توکل کے معنی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانا سمجھتے ہیں، اور پھر صوفیہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

"ابو الحوراء السعدی کہتے ہیں: میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ: آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات یاد ہے (جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہو؟) فرمایا: مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے: جو چیز تم کو تردد میں ڈالے اس کو چھوڑ کر وہ صورت اختیار کرو جس میں کوئی کھٹکا اور خدشہ نہیں، کیونکہ سچائی سکون واطمینان کی چیز ہے، اور جھوٹ کھٹکے اور تردد کی چیز ہے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۸، ۷۹)

اس حدیث پاک میں اُمت کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ ہر وہ کام جس میں شبہ ہو کہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کی وجہ سے دِل میں خلجان اور کھٹک ہو اس کو چھوڑ کر وہ پہلو اختیار کیا جائے جس میں کوئی خلجان اور کھٹک نہ ہو۔ ایسی چیزیں جن کے صحیح یا غلط اور جائز یا ناجائز ہونے میں کھٹک اور خلجان ہو وہ "مشتبہ" کہلاتی ہیں، اور ایسی مشتبہ چیزوں سے آدمی جس قدر پرہیز کرے اسی قدر اس کو ورع وتقویٰ کا مقام نصیب ہوگا!

اور یہ جو فرمایا کہ: "سچائی سکون واطمینان کی چیز ہے اور جھوٹ کھٹکے اور تردد کی چیز ہے" اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہر کہنے والے کے کہنے اور ہر فتویٰ دینے والے کے فتویٰ پر عمل نہ کیا جائے۔ جس بات کے سننے کے بعد مؤمن کے قلب میں اطمینان وسکون کی کیفیت پیدا ہوجائے یہ علامت ہے اس کے صدق کی، اور جس بات اور فتویٰ کے بعد بھی دِل کا خلجان اور تردد دور نہ ہو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ قول اور فتویٰ غلط ہے، لائقِ عمل نہیں، اس پر عمل درآمد سے پرہیز کرنا ورع وتقویٰ ہے۔

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کی عبادت اور محنت کا ذکر کیا گیا (کہ وہ بہت ہی عبادت گزار ہے، اور عبادت میں بہت محنت کرتا

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ہے) اور دُوسرے شخص کا پرہیزگاری کے ساتھ ذکر کیا گیا (کہ وہ عبادت میں تو پہلے شخص جیسی محنت نہیں کرتا، لیکن پرہیزگاری میں اس سے فائق ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: پرہیزگاری کی برابری نہیں ہوسکتی۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۵)

"وَرَع" کا مفہوم اُوپر کی حدیث میں عرض کرچکا ہوں، یعنی نہ صرف ناجائز چیزوں سے پرہیز کرنا بلکہ مشتبہ اور کھٹک والی چیزوں سے بھی احتراز کرنا۔ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ وَرَع اور پرہیزگاری کا مقام سب اُمورِ خیر سے بلند ہے، پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں۔

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پاک کھانا کھایا، اور سنت کے مطابق عمل کیا، اور لوگ اس کے شرارت اور ایذاؤں سے محفوظ رہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بات تو آج لوگوں میں بہت ہے۔ فرمایا: میرے بعد بھی کئی زمانوں تک رہے گی۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۵)

حلال کھانا، سنت پر عمل کرنا اور لوگوں کو اپنی ایذاؤں سے بچانا، یہ تین عمل ایسے ہیں کہ گویا پورا دین ان میں سمٹ آتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ ان اُمور کی توفیق عطا فرمادیں تو اس کے جنتی ہونے میں کیا شبہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔

"حضرت معاذ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر دیا، اور اللہ تعالیٰ کی خاطر روکا، اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی، اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھا، اور اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر رشتہ دیا، اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۵)

مطلب یہ کہ اس کے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھے، کسی کو کچھ دیا تو محض اللہ تعالیٰ کے لئے، نہ دیا تو بھی اللہ تعالیٰ کے لئے، کسی سے محبت رکھی تو محض اللہ تعالیٰ کے لئے، اور کسی سے بغض رکھا تو بھی اللہ تعالیٰ کے لئے، حتیٰ کہ کسی کو رشتہ دیا تو وہ بھی محض رضائے الٰہی کے لئے، ایسے شخص کا ایمان کامل ہے کہ اس میں للّٰہیت ہی للّٰہیت ہے، اس کا کوئی کام بھی ہوائے نفس اور کسی ذاتی و دُنیوی مفاد کے لئے نہیں۔ ☆☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

میدانِ تصوف کے شہسوار کا سانحۂ ارتحال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

۲۲ر رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲ر جون ۲۰۱۳ء بروز اتوار بعد نماز مغرب عالم ربانی، میدانِ تصوف کے شہسوار مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ کے خلیفہ مجاز اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھول پوریؒ کے شاگرد و خلیفہ مجاز، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے تلمیذ اور حضرت مولانا شاہ ابرارالحقؒ کے تربیت یافتہ و خلیفہ مجاز، جامعہ اشرف المدارس کراچی کے مؤسس وبانی، ہزاروں مریدین کے شیخ و مصلح، لاکھوں معتقدین ومتوسلین کے ماویٰ ومرجع حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ تعالیٰ اس دنیا فانی کی ۹۰ بہاریں دیکھ کر عالم فانی سے منہ موڑ کر عالم عقبیٰ کی طرف رحلت فرماگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ماأخذ ولہ ماأعطیٰ وکل شيء عندہٗ بأجل مسمی۔

علماء کرام اور اہل قلوب صالحین کے قافلے بڑی تیزی کے ساتھ جانب عقبیٰ رواں دواں ہیں، دنیا کی تاریکی میں بڑی شدت اور تیزی سے اضافہ ہورہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا منظر آنکھوں کے سامنے آرہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یذھب الصالحون الأول فالأول ویبقیٰ حفالۃ کحفالۃ الشعیر أو التمر لایبالیھم اللّٰہ بالۃ“۔

ترجمہ: ”نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جائیں گے اور پیچھے انسانوں کی تلچھٹ رہ جائے گی، جیسے جو یا کھجور کی تلچھٹ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی“۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا وجود سامی سایۂ رحمت اور چشمۂ فیض تھا، جس سے نہ جانے دنیا کے کونے کونے میں کتنی مخلوق خدا سیراب ہوتی تھی، ان کی زندگی واقعۃً ایک عارف باللہ کی زندگی تھی، آپ کے فیض یافتہ اور صحبت یافتہ دور سے پہچانے جاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی ذات میں بہت سے کمالات اور خصائص ودیعت فرمائے تھے۔

حضرت حکیم صاحب نور اللہ مرقدہٗ میں محبت کا عنصر غالب تھا، آپؒ کا خمیر محبت کی مٹی سے گوندھا گیا تھا اور شیخ کامل کی نظر کیمیا اثر کی کرامت سے حسن ازل کا عشق ان کے رگ و پے میں سرایت کرگیا تھا، وہ کشتۂ محبت ہی نہیں سراپا محبت بن گئے تھے، وہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے نوجوان و عمر رسیدہ حضرات وخواتین کی اس طرح تربیت فرماتے کہ وہ عشق مجازی کے تعفن و بدبو اور سڑاند کے ڈھیروں سے کوسوں دور بھاگ کر عشق حقیقی کے متوالے بن جاتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ راقم الحروف حضرت والا کی زیارت وملاقات کے لئے آپ کی خانقاہ جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال گیا ہوا تھا، دیکھا کہ حضرت والا کی خدمت میں دو نوجوان بیٹھے ہیں، جو چہرے مہرے اور وضع قطع سے کسی کالج یا یونیورسٹی کے طالب علم لگتے تھے، حضرت والا نے ان کی تربیت

کرتے ہوئے انہیں فرمایا کہ: تم اپنے سر کے بالوں کو استرے سے صاف کرادو، تمہارا سر ایسے لگے گا جیسے کسی مرنے والے کی قبر پر لوٹا پڑا ہو، جب تم ایسا کرلوگے تو پھر کوئی حسینہ اور دوشیزہ بھی تمہاری طرف منہ پھیر کر نہیں دیکھے گی، اس طرح تم بہت سے گناہوں سے بچ جاؤ گے۔

حضرت حکیم صاحبؒ کی ہر مجلس اور ہر محفل بجائے خود درسِ عبرت تھی، آپ کی مجلس میں محبت کی خوشبو مہکتی تھی اور آپ کے بیانات میں اکثر و بیشتر محبت ہی زیر بحث آتی۔ حضرت تھانویؒ کا ملفوظ ہے کہ سارے سلوک کا حاصل صرف ایک چیز معلوم ہوتی ہے اور وہ محبت ہے۔ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان میں تین عین تھے، مگر چوتھا عین نہیں تھا، اس لئے مارا گیا۔ وہ عالم تھا اور اتنا بڑا عالم کہ معلم ملکوت کہلاتا تھا۔ عابد تھا اور ایسا عابد کہ آسمان کے چپے چپے پر سجدہ کیا تھا۔ وہ عارف تھا اور ایسا عارف کہ عین غضب الٰہی کے وقت بھی جب کہ اسے راندۂ درگاہ کیا جارہا تھا دعا کرنے لگا: ’’رب فانظرنی الی یوم یبعثون ‘‘ کیونکہ جانتا تھا کہ یہ حالت بھی قبولت دعا سے مانع نہیں، لیکن ظالم میں عشق نہیں تھا، اگر اسے یہ چوتھا عین بھی حاصل ہوجاتا اور اسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی تو حکم الٰہی سے سرتابی نہ کرتا، جب حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو فوراً سجدہ میں گرجاتا، کیونکہ محبت مصلحتیں اور علتیں تلاش نہیں کیا کرتی، محبت تو محبوب کے حکم پر مرمٹنے کا نام ہے، پس جب تک عشق و محبت نہ ہو، نہ علم کا اعتبار ہے، نہ عبادت کا، نہ معرفت کا۔

حضرت کے مختصر حالات زندگی گلشن اختر شمارہ نمبر:۲،۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء سے لئے گئے ہیں جو حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب نے حضرت والا کی تعزیت کے موقع پر اپنے دست اقدس سے ہمیں عنایت فرمائے:

’’ولادت باسعادت:

ہندوستان کے صوبہ یوپی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی (اٹھیہ) کے ایک معزز گھرانے میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی ولادت باسعادت ہوئی، سن ولادت ۱۹۲۸ء ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد حسین صاحب تھا، آپ کے والد ایک سرکاری ملازم تھے، عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ اپنے والد کے اکلوتے فرزند ہیں۔

زمانۂ طفولیت:

بچپن ہی سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ پر آثار جذب کا ظہور ہونے لگا تھا، بچپن ہی سے محبت الٰہیہ کا ظہور ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ مادرزاد ولی ہیں، کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوشی ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور ڈاڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

ابتدائی تعلیم:

درجۂ چہارم تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ نے اپنے والد صاحب سے ’’علم دین‘‘ حاصل کرنے کی درخواست کی اور فرمایا کہ مجھے دیوبند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرادیا، درجۂ ہفتم کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کے والد گرامی نے ’’علم طب‘‘ کے حصول کے لئے طبیہ کالج الٰہ آباد میں داخل کرادیا اور کہا کہ علم طب کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کرنا۔

تحصیل علوم دینیہ و عربی درسیات:

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ نے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی، بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہئے، لیکن حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ نے انکار

فرمادیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی جو علم کی روح ہے۔ فرمایا کہ: میرے نزدیک علم درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اولیٰ میں ہے۔ یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی، جس کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ ملے گا۔

اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلاء دیوبند حضرت والا کے حلقۂ ارادت میں ہیں۔ حضرت والا نے ''درسِ نظامی'' کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور صحیح بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ سے بھی پڑھے جو کہ ایک واسطہ سے حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد تھے۔

بیعت وارادت:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ایک مشہور وعظ ''راحۃ القلوب'' کے مطالعے کے بعد اس سلسلے سے بہت مناسبت اور محبت پیدا ہوگئی اور حضرت تھانویؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے خط لکھا، وہاں سے جواب ملا کہ اس سلسلے کے کسی اور بزرگ سے رجوع فرمائیں۔
ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت تھانویؒ کی رحلت کی خبر ملی، حضرت تھانویؒ کی رحلت کے بعد سلسلۂ تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا درد عشق ومحبت اور سراپا سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کے سلسلے کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صبح وشام ان کی مجالس میں آنے لگے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کو علم ہوا کہ پھولپور میں مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا عبدالغنی مقیم ہیں تو حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کو ان کی طرف دل میں زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی۔ حضرت مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا اور عیدالاضحیٰ کے قریب والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہوگئے اور عین عیدالاضحیٰ کے روز پھولپور پہنچے۔
اس وقت حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ ''تلاوتِ قرآن کریم'' میں مصروف تھے، جب حضرت پھولپوریؒ متوجہ ہوئے تو عرض کیا کہ میرا نام ''محمد اختر'' ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لئے حاضر ہوا ہوں، پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کی خدمت میں گزار دیے۔

خلافت واجازتِ بیعت:

اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کے وصال کے بعد حسب وصیت حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

تصانیف وتالیفات:

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی ۱۰۶ سے زائد تصانیف ہیں اور مواعظ لاکھوں کی تعداد میں عربی، اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، پشتو، گجراتی، براہوی، سندھی، بلوچی، ہندی، تامل (سری لنکا) جرمن، پرتگالی، چائنیز، زولو اور ان کے علاوہ بھی مختلف پندرہ زبانوں میں شائع ہوچکے ہیں۔

چند مشہور تصانیف:

معرفت الٰہیہ، براہین قاطعہ، معارف مثنوی، روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، کشکول معرفت، فیضانِ محبت، مواعظِ حسنہ جو تقریباً چھ جلدوں سے زائد تک پہنچ چکی ہے، اس کے علاوہ اور تالیفات وتصنیفات موجود ہیں۔

الحمدللہ! آج یہ خانقاہ پورے عالم کا مرکز ہے اور متوسلین وطالبین سعودی عرب، عرب امارات، افریقہ، امریکہ، برطانیہ، بنگلہ دیش، کینیڈا اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح وتزکیہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور حضرت کی صحبت وارشادات عالیہ سے مستفید ہوکر فائز المرام ہوتے ہیں۔"

حضرت حکیم اختر صاحبؒ قیام پاکستان کے چند سال بعد ۱۹۵۴ء یا ۱۹۵۵ء میں پاکستان آئے اور ناظم آباد نمبر ۴ میں تقریباً دو دہائیوں تک دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں منتقل ہوئے اور آخری وقت تک وہیں قیام پذیر رہے۔ مولانا نے ایک بڑا دینی ادارہ جامعہ اشرف المدارس کے نام سے سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر میں قائم کیا، جس میں ۵۰۰۰ سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں اور کراچی میں اس کی ۱۰ سے زیادہ شاخیں ہیں۔

حضرت مولانا حکیم اختر صاحبؒ کی نگرانی میں الاختر ٹرسٹ قائم ہوا، تاہم بعدازاں امریکا نے جن چند اداروں پر پابندی عائد کی ان میں الاختر ٹرسٹ بھی شامل تھا۔ دنیا بھر میں مولانا کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد موجود ہے، جن میں جنوبی افریقہ کے معروف کرکٹر عبداللہ آملہ اور ہاشم آملہ بھی شامل ہیں۔

حضرت مولانا حکیم اختر صاحبؒ پر ۲۸ مئی ۲۰۰۰ء کو فالج کا حملہ ہوا، جس کے بعد سے وہ علیل چلے آرہے تھے۔ علالت کے دوران ہی بروز اتوار بعد نماز مغرب اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

حضرت کے خلفاء کی طویل فہرست ہے جو پاکستان کے علاوہ، سعودی عرب، بھارت، بنگلہ دیش، امریکا، برطانیہ، کینیڈا، جنوبی افریقہ اور برماسمیت دنیا کے کئی ممالک میں موجود ہیں۔ حضرتؒ نے دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں کئی ایک ممالک کا دورہ کیا اور اخیر عمر میں یہ سلسلہ عدمِ صحت کی بناپر موقوف ہوگیا تھا۔

حضرت حکیم اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے سوگواروں میں ایک بیٹا، ایک بیٹی، ہزاروں شاگرد اور لاکھوں عقیدت مندوں اور متوسلین کو چھوڑا ہے۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے حکیم محمد مظہر صاحب نے پڑھائی۔ بروز پیر صبح نو بجے آپ کی نماز جنازہ کا وقت مقرر کیا گیا تھا، لیکن آپ کے مریدین صبح کی نماز کے بعد سے ہی آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جمع ہونا شروع ہوگئے تھے، وقت مقررہ سے پہلے جامعہ، خانقاہ اور سوسائٹی کی آس پاس کی گلیاں ہجوم سے بھرچکی تھیں اور محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے، جبکہ کثرتِ ہجوم سے خانقاہ کی طرف آنے والے تمام روڈ کھچا کھچ بھر چکے تھے، اور راستہ نہ ملنے کی بناپر بہت سارے حضرات آپ کی نماز جنازہ میں شرکت سے محروم ہوگئے۔

نماز جنازہ کے بعد مقامی قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ رشد وہدایت کا یہ امام اور میدانِ تصوف کا یہ شہسوار اپنی زندگی بھر کی حسنات اپنے ساتھ لے کر اپنے مریدین، متوسلین اور معتقدین کی آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی طرف سے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر کی حیثیت سے راقم الحروف، حضرت مولانا قاضی احسان احمد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، بھائی سید انوار الحسن شاہ صاحب، بھائی محمد طارق سمیع صاحب، بھائی آفتاب احمد صاحب، بھائی ظفر احمد صاحب، بھائی عمیر صاحب اور بھائی فیضان صاحب شریک ہوئے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد حکیم محمد مظہر صاحب سے تعزیت کے لئے حضرت قاضی احسان احمد صاحب کی قیادت میں راقم الحروف، بھائی عبداللطیف صاحب، مولانا محمد زبیر صاحب اور ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ شریف جماعت کے امیر حضرت مولانا عبدالعزیز لاشاری پر مشتمل وفد جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال حاضر ہوا اور تعزیت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مرحوم کی جملہ حسنات کو قبول فرماکر جنت الفردوس کا مکین بنائیں اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین

زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!

شمس الحق ندوی

مسلمانوں کے زوال و پستی ان کی اقتصادی اور معاشی زبوں حالی، اختلاف و انتشار اور کہیں کہیں ان کی مظلومیت اور افراتفری کی حالت پر مختلف انداز سے اظہار خیال کیا جارہا ہے اور ان کو مشورے دیئے جارہے ہیں، ان کے زوال کے اسباب و وجوہ بیان کئے جارہے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ مسلمان اس لئے ذلیل و رسوا ہیں کہ ان کے اندر قیادت کا فقدان ہے اور کوئی کہتا ہے کہ قیادت کے لئے خودغرض و مفاد پرست لوگ آگے بڑھتے ہیں، وہ اپنی ہوشیاری و چرب زبانی نیز اشتعال انگیز تقریروں سے غلط سمت کی طرف لے جاتے اور مسائل میں الجھاتے رہتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ لیڈر اپنی شاندار کوٹھیوں اور آرام دہ بنگلوں میں بیٹھ کر صرف زبانی قیادت کرتے ہیں، کسی طرح کا خطرہ مول لینا، کچھ مشقت جھیلنا اپنے مفاد کو ادنیٰ درجہ کا نقصان پہنچا کر عوام سے ملنا جلنا اور سنجیدگی سے ان کو کوئی فکر و سوچ دینا، اس کی ان کے اندر نہ صلاحیت ہے نہ جرأت، مسلمان ان کی بیان بازی سے نقصان اٹھا رہے ہیں اور اشتعال میں آکر غلط اقدام کرتے ہیں، جو ان کو زوال کی طرف لے جاتا ہے۔

کچھ بلکہ اکثر روشن خیال لوگ جو صرف خیالی ہی دنیا میں رہتے ہیں اور کوئی معمولی قربانی دینے کے لئے تیار نہیں، اپنی ایک دن کی آمدنی یا گھنٹہ بھر کا آرام تک مسلمانوں کے لئے قربان کرنے کو تیار نہیں، وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال و انحطاط، ذلت و پستی کے جتنے قلم، اتنے اسباب، جتنی زبانیں اتنے آزار بیان کئے جاتے ہیں۔

حالانکہ واقعہ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا ایک ہی سبب ہے اور وہ ہے دین سے دوری، مسلمان دین ہی کی طاقت سے ابھرے اور دنیا پہ چھاگئے تھے اور اسی دینی طاقت کے کم ہونے سے گرے اور گرتے چلے گئے، آج بھی وہ ترقی اسی وقت کریں گے جب ان کے ادنیٰ اور اعلیٰ میں دینی روح اور اسپرٹ پیدا ہوگی، لیڈروں کا دین الگ اور عوام کا دین الگ نہیں ہے یا یہ کہ دین نے لیڈروں اور قائدوں کو محض تقریر و تحریر کے منصب پر فائز کیا ہے اور عوام پر عمل کی ذمہ داری ڈالی ہے۔

حدیث شریف میں مسلمان کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔"

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔"

یعنی غیبت، بہتان تراشی، ناکردہ خطاؤں کو ان کے سر منڈھنا، اپنے قیاس و گمان کو حقیقت کا جامہ پہنا کر اس کا ڈنکا پیٹنا، ہاتھ سے، زبان سے، مارنا، ستانا، حق ہڑپ کرلینا، طرح طرح سے ایذا پہنچانا، اب مسلمانوں کے ہر طبقہ کا ہر فرد سوچے بشمول قائدین قوم اور عوام کے کہ حدیث میں مسلمان کی یہ جو تعریف کی گئی ہے کیا وہ اپنے کو اس معیار پر پاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

"المسلم اخو المسلم لایحقره ولا یخذله ولا یسلمه"

ترجمہ: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس کو حقیر نہیں سمجھتا وہ اس کی مدد سے ہاتھ نہیں اٹھاتا، وہ اس کو حالات کے حوالے نہیں کرتا۔"

یعنی ایک مسلمان دوسرے کو ذلیل و کمتر نہیں سمجھتا اور کسی بھی معاملہ میں مدد و تعاون کی ضرورت ہو تو تاحد امکان اس کی مدد میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔

اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اگر ایک بھائی خوشحال ہے اور دوسرا غریب، تو مال دار اس غریب بھائی سے اپنے تعلق برادرانہ کے اظہار میں شرم محسوس کرتا ہے، اگر وہ مسلمان ایک حیثیت کے ہیں تو بربنائے حسد ہر ایک دوسرے کو نیچا دکھانا چاہتا ہے اور اگر وہ کسی مشکل میں پڑ گیا تو یہ نہ صرف اس کی مدد سے ہاتھ اٹھالیتا ہے، بلکہ اس کا خواہشمند ہوتا ہے کہ یہ مصیبت اور بڑھے، غیروں کی دس جوتیاں بھی برداشت کرلے گا، لیکن اپنے بھائی کے ساتھ صبر و حلم اس کے لئے مشکل۔

اکرام مسلم اور حقوق مسلم مستقل ایک باب ہے اسلام کا، لیکن مسلمانوں کی زندگی میں یہ کتنا پایا جارہا ہے؟

ہمارے امرأ اور بڑے بڑے تاجروں کے عقیقوں، شادیوں اور ولیموں میں، فضول خرچیوں، نمائش و ریاکاریوں کا مظاہرہ ہوتا ہے اور مستحقین و

غرباء کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، شاندار ہوٹلوں میں ولیمے ہوتے ہیں، ایک ایک پلیٹ پانچ پانچ سو کی ہوتی ہے جو کھایا کھایا اور جو بچا وہ کوڑے دان میں ڈال دیا جاتا ہے، آپ معلوم کریں تو ایسے شخص کو کسی بیوہ، یتیم اور فقر و فاقہ کے مارے ہوئے کو پانچ سو تو دور کی بات ہے، سو پچاس روپے دینے کی بھی توفیق نہ ملی ہوگی، کیا اوپر مذکور دونوں حدیثوں سے کچھ دور کا بھی اس کا تعلق ہے؟

مسلمان کی اصل شان توحید رب اور شرک و بدعت سے برأت و بے زاری ہے، لیکن دیکھئے وہ کہاں کہاں سر جھکا رہا ہے، قبروں اور مزاروں سے ابھی آگے نکل کر عہدہ و منصب کے چکر میں دین اور مسلمانوں کے مسائل کو یکسر نظر انداز کر کے سیاسی مزاروں پر نہ صرف یہ کہ سر جھکا رہا ہے۔

مسلمانوں کو صرف ذکر و عبادت اور اخلاقیات ہی کی تعلیم نہیں دی گئی ہے بلکہ جب خالق کائنات نے اس عالم کو عالم اسباب بنایا ہے تو ان اسباب کو اختیار کرنے کا بھی حکم دیا ہے، توکل کی تعلیم ان اسباب کو اختیار کرنے کے بعد دی گئی ہے اور اہل حق علماء اس کی دعوت دیتے ہیں، زیادہ تفصیل کا موقع نہیں صرف ایک دو مثالوں پر اکتفا کی جاتی ہے، رزق کے سلسلہ میں فرمایا گیا:

"فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ اذکروا اللہ کثیر لعلکم تفلحون۔" (الجمعہ)

ترجمہ: "پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل (روزی) تلاش کرو اور خدا کو بکثرت یاد کرو تاکہ نجات پاؤ۔"

ارکان اسلام میں ایک رکن زکوٰۃ بھی ہے، کیا زکوٰۃ بغیر مال کے دی جائے گی، جب زکوٰۃ فرض ہے تو کیا مال کمانا منع ہوگا، مسئلہ صرف یہ ہے کہ کاروبار اور تجارت میں شرعی احکامات کی رعایت کی جائے اور کمانے کی نیت اچھی ہو، قوموں اور قبیلوں کی ہنگامہ خیز دنیا میں شر و فساد کو دبانے کے لئے قوت و طاقت کی بھی ضرورت ہے، اس کا بھی اسلام میں حکم ہے، پھر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ علماء اس سے روکتے ہیں، اس بحث کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی کتاب "مسلم ممالک میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش" اور حضرت مولانا ہی کی کتاب "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" کا مطالعہ کافی ہے۔

جب مسلمان من حیث القوم ان خطوط پر چلنے لگیں گے جو اسلام نے ان کو بتائے ہیں تو ان کے لیڈر و قائد بھی انہیں میں کے ایک فرد ہوں گے اور صحیح جذبہ خدمت اور قومی و ملی ضرورت کا احساس کر کے قیادت کے میدان میں آئیں گے اور مخلصانہ قیادت کریں گے، ایثار و قربانی کے ساتھ قوم کو سنبھالا دینے کی فکر کریں گے، دن میں کوششیں اور کاوشیں کریں گے، رات کو اپنے رب سے مانگیں گے، روئیں گے اور گڑگڑائیں گے، تب مسلمان کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، ان کی ذلت و پستی کی بساط پلٹے گی اور شرف و عزت کی مسند سجے گی۔

اگر رات کو رونا اور گڑگڑانا، خدا سے مانگنا، ہاتھ پھیلانا، ملائیت اور بنیاد پرستی ہے تو یہ وہی اسلام ہے جس کو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، لیکن اگر کوئی اس کے علاوہ ہے تو مفاد پرستوں کا سیاسی اسلام ہے اور سیاسی اسلام عزت نہیں ذلت دیتا ہے، مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر مضامین و تقریروں کے انبار تو لگائے جاتے ہیں مگر خود اپنے عمل کا جائزہ اپنے ایمان و اسلام کی فکر کوئی نہیں کرتا، گویا خود اس پر کوئی ذمہ داری نہیں، جب ہر مسلمان اور اس کا ہر خطیب و صاحب قلم، ہر لیڈر و قائد، اسلامی احکامات کا مکلف دوسروں ہی کو سمجھے تو اسلام کہاں سے آئے گا؟ اور جب اسلام نہیں آتا تو پھر مسلمان نام کی قوم اور دوسری قوموں میں فرق ہی کیا رہ جاتا

تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں!

دنیا میں جو عذاب نازل ہوتے رہتے ہیں، ان کا فلسفہ یہی ہے کہ فطرت سلیم ایسے موقعوں پر راہ ہدایت پا جاتی ہے لیکن ایسی مخلوق کی بھی کمی نہیں جو الٹا اثر لیتی ہے، اس کی شقاوت و قساوت کے لئے یہ تمام تازیانے بے اثر رہتے ہیں ہر تازہ و نشان غیبی، ہر جدید آیت الٰہی، ہر تنبیہ فطرت غفلت و جمود، الحاد و اعراض میں اضافہ ہی کرتی رہتی ہے، جو تریاق ہونا چاہئے تھا وہ اس کے حق میں زہر کا کام دینے لگتا ہے، ہجوم مصائب میں بھی اسے تکیہ مادی اسباب پر اور بھروسہ دنیاوی وسائل پر رہتا ہے، پیٹ کا سوال ہر عالیشان دفتر کا طواف کراتا رہتا ہے (اللہ کے بھیجے ہوئے تنبیہی مصائب و آفات کی تاویل کر کے) اللہ سے بے تعلقی، مصیبتوں کے ہجوم کے وقت بھی بجائے گھٹنے کے کچھ اور بڑھ ہی جاتی ہے۔

نظام کائنات میں اذیت و تکلیف کا وجود رکھا ہی اس غرض سے گیا ہے کہ اس سے نفس میں شکستگی و تضرع پیدا ہو، ذہن بجائے اسباب کے مسبب الاسباب کی طرف پیدا ہو، مخلوق اپنے ہم جنسوں سے بے آس ہو کر خلوص و خضوع کے ساتھ اپنے خالق کی جانب رجوع کرلے، شاعر یہی منظر دیکھ کر صدا لگاتا ہے:

مذہب نے پکارا اے اکبر، اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
یاروں نے کہا یہ قول غلط تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

مولانا عبدالماجد دریابادی

ہے اور پھر شکوہ کس بات کا؟ قرآن کریم نے بہت صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا ہے:

ترجمہ: ’’مومنو! خدا پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزماں پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں، سب پر ایمان لاؤ۔‘‘

کیا ایمان سے مراد صرف زبانی اقرار ہے اور عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں؟ پڑھئے آگے قرآن مجید کیا کہتا ہے:

’’یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔‘‘ (البقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: ’’مومنو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔‘‘

اب ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہماری زندگی کا کتنا حصہ اسلام کے مطابق ہے اور کتنا شیطان کے پیچھے چلنے میں لگ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا وعدہ تو اس پر ہے کہ مسلمان خدا کے دین پر عمل کریں گے، تب وہ خدا کی مدد کے مستحق ہوں گے اور ان کو ثابت قدمی حاصل ہوگی اور جب خدا کی مدد حاصل ہوگی تو پھر ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرمایا:

’’ان ینصرکم اللّٰہ فلا غالب لکم۔‘‘

ترجمہ: ’’اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔‘‘

مسلمانوں کو صرف اور صرف مسجد یا خانقاہ میں پڑے رہنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کریں گے تاکہ وہاں اسلامی اخلاق و کردار، ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت اور احساس ذمہ داری، امانت و دیانت، انسانوں سے محبت، خدا کی مخلوق پر رحمت و رأفت کا مظاہرہ ہو، لوگ دیکھیں اور سبق لیں کہ مسلمان ڈاکٹر ایسا ہوتا ہے، مسلمان سپاہی ایسا ہوتا ہے، مسلمان انجینئر ایسا ہوتا ہے، مسلمان تاجر ایسا ہوتا ہے، مسلمان مزدور ایسا ہوتا ہے، مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر صلاحیت کے آدمی کو جو ذمہ داری دی جاتی ہے وہ اس کا پورا حق ادا کرتا ہے۔

جب مسلمانوں کی زندگی یہ ہوگی تو وہ سر پر بٹھائے جائیں گے، بلکہ ظلم و جور کی ماری دنیا انہیں سے کہے گی لو اب تمہیں کاروبار حکومت کو بھی سنبھالو کہ خدا کی مخلوق کو چین نصیب ہو، خدا کی دھرتی پر ظلم و ناانصافیوں کا دروازہ بند ہو۔

☆☆..........☆☆

عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرتے رہیں گے: مقررین

ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور تخریب کاری میں قادیانی ملوث ہیں، ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

لاہور..... جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد امجد خاں نے کہا کہ ہم نے پہلے بھی اسمبلی کے فلور پر اور اسمبلی سے باہر عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کیا ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ وہ یہاں کی مسجد انارکلی میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کے تاریخی عظیم الشان اجتماع سے خطاب کر رہے تھے، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کا اعزاز قاری اسامہ زبیر نے حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات آب زر کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم اشرفی نے کہا کہ امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری فرمایا کرتے تھے: جو ختم نبوت کا تحفظ کرے گا، میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز خطیب مولانا مفتی عاشق حسین شاہ نے کہا کہ ختم نبوت کا اسٹیج ہمیشہ اتحاد امت کا داعی رہا ہے۔ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔ مجلس کے قائدین جہاں حکم کریں گے ہم لبیک کہیں گے۔ متحدہ جمعیت اہل حدیث کے مرکزی راہنما شیخ محمد نعیم بادشاہ نے کہا کہ: قادیانیت اسلام سے بغاوت کا نام ہے۔ کسی بھی مملکت اور حکومت کا باغی برداشت نہیں کیا جاسکتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغی کو بھی ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ جامعہ مدنیہ کے مہتمم مولانا سید رشید میاں نے کہا کہ: تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں مدارس عربیہ نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ: ملک میں ہونے والی تخریب کاری اور دہشت گردی میں قادیانی تربیت یافتہ نوجوان پیش پیش رہے ہیں۔ لالیاں ضلع چنیوٹ کے DSP کو قادیانی ڈاکوؤں نے قتل کیا ہے، اس کی ایف آئی آر خدام الاحمدیہ چنیوٹ و چناب نگر کے زعماء کے خلاف کاٹی جائے۔ لالیاں بنک ڈکیتی اور DSP کے قتل میں ملوث قادیانیوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ مولانا نعیم الدین نے کہا کہ: قادیانی بھولے بچھڑے لوگ ہیں، انہیں دعوت و تبلیغ کے ذریعے راہ راست پر لانے کی کوششیں جاری رہنی چاہئیں۔

کانفرنس میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا کفیل خان، مولانا عبدالنعیم، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، جناب حامد بلوچ، مولانا محبوب الحسن طاہر، قاری محمد حذیفہ ہاشم، قاری محمد اسامہ سالم اور قاری محمد فاروق عباسی سمیت مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام نے خطاب کیا۔

شبِ برأت کے فضائل

بدعات ورسومات

مفتی محمد راشد ڈسکوی

کچھ دنوں بعد رمضان المبارک کی آمد ہوگی چشم تصور میں ایک بار پھر آنکھیں ان مناظر سے ٹھنڈا ہونے کو بے تاب ہیں کہ پانچوں نمازوں کے وقت مؤذن کی پکار پر لبیک کہنے والے جوق در جوق خانۂ خدا کی طرف لپکے چلے آتے ہیں، جہاں ایک طرف ہر نماز سے پہلے اور نماز کے بعد مساجد میں خلق خدا کی ایک بہت بڑی تعداد قرآن حکیم کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتی نظر آتی ہے، تو دوسری طرف بہت سے افراد نوافل کی ادائیگی میں مشغول نظر آتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ ذکر واذکار سے اپنے سینوں کو منور کرنے والے اور اپنے رب عزوجل کے حضور الحاح وزاری کے ساتھ سسکتے ہوئے مناجات میں مشغول افراد کی بھی بہت بڑی تعداد ہوتی ہے۔

شعبان المعظم میں سرکار دو عالم ﷺ کا معمول:

اس برکتوں والے ماہِ مبارک کے آنے سے قبل ''شعبان المعظم'' میں ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے استقبال کے لئے کمربستہ ہو جاتے، آپ کی عبادات میں اضافہ ہو جاتا، نہ صرف خود بلکہ اس فکر میں آپ اپنی امت کو بھی شریک فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''رمضان المبارک'' کے ساتھ اُنس پیدا کرنے کے لئے ''شعبان المعظم'' کی چندرہویں رات اور اس دن کے روزے کی ترغیب دی ہے اور اس بارے میں صرف زبانی ترغیب پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ آپ عملی طور پر خود اس میدان میں سب سے آگے نظر آتے ہیں، چنانچہ اس ماہ کے شروع ہوتے ہی آپ کی عبادات میں غیر معمولی تبدیلی نظر آتی، جس کا اندازہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، آپؓ فرماتی ہیں: ''ما رایتہ فی شھرٍ اکثر صیاماً منہ فی شعبان'' کہ: ''میں نے آپ کو شعبان کے علاوہ اور کسی مہینے میں کثرت سے (نفلی) روزے رکھتے نہیں دیکھا۔''

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:۲۷۷۷)

اس رات میں مخصوص قسم کے مختلف طریقوں سے نوافل پڑھنا جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔
نوافل وتسبیح کی جماعت کروانا، اسپیکر پر نعت خوانی وغیرہ کرنا، حلوہ پکانے کو ضروری سمجھنا،
خاص اس رات میں ایصال ثواب کو ضروری سمجھنا، قبرستان میں چراغ جلانا،
اس رات میں گھروں میں روحوں کے آنے کا عقیدہ، فوت شدہ شخص کے گھر جانے کو ضروری سمجھنا،
گھروں میں چراغاں کرنا، گھروں اور مساجد کو سجانا اوران سب سے بڑھ کر اس رات میں
آتش بازی کرنا۔ مذکورہ تمام امور شریعت کے خلاف ہیں

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ''شعبان المعظم'' میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ سے اس مہینے میں روزے رکھنے کو علامہ نووی رحمہ اللہ نے مسنون قرار دیا ہے، فرماتے ہیں: ''ومن المسنون صوم شعبان.'' (المجموع شرح المہذب:۶/۳۸۶)۔

مذکورہ حدیث عائشہؓ اور دیگر بہت سی احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ عمل اور امت کو ترغیب دینا استقبال رمضان کے لئے ہوتا تھا، جس کی طرف حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اب خاص اس روزہ کی حکمت بھی سمجھئے، میرے نزدیک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان سے پہلے نصف شعبان کا روزہ رمضان کے نمونہ کے لئے مسنون فرمایا ہے، تاکہ رمضان سے وحشت وہیبت نہ ہو کہ نہ معلوم روزہ کیسا ہوگا؟ اور کیا حال ہوگا؟ اس لئے آپ نے پندرہ شعبان کا روزہ مقرر فرمادیا کہ اس دن کا روزہ رکھ کر دیکھ لو، چوں کہ یہ ایک ہی روزہ ہے، اس لئے اس کی ہمت آسانی سے ہو جاتی ہے، جب وہ پورا ہو گیا تو معلوم ہو جاتا ہے کہ بس رمضان کے روزے بھی ایسے ہی ہوں گے اور اس تاریخ میں رات کی عبادت بھی تراویح کا نمونہ ہے، اس سے تراویح کے لئے حوصلہ بڑھتا ہے کہ جب زیادہ رات تک جاگنا کچھ بھی معلوم نہ ہوا تو تراویح کے لئے ایک گھنٹہ زیادہ جاگنا کیا معلوم ہوگا؟! بس یہ تو اعانت بالشی علی الشی ہوئی۔''

(وعظ ''الیسر مع العسر'' بعنوان نظام شریعت:۶/۵۲۳، مکتبہ اشرف المعارف ملتان)

اب ایک نظر اس ماہ مبارک کی چندرہویں

شب پر بھی ڈال لی جائے، جس کے بارے میں بہت کچھ احادیث بھی میں مذکور ہے، جو آگے بالتفصیل آ رہی ہیں۔ زمانہ ماضی اور موجودہ زمانے کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کے بارے میں لوگ افراط وتفریط کا شکار نظر آتے ہیں، اس لئے اس رات کے فضائل، اس رات کے فضائل سے محروم ہونے والے افراد اور اس رات کو ہونے والی مروجہ بدعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے۔

شب برأت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فرامین:

ترجمہ: ”حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: ”آپ نے فرمایا کہ: اللہ عزوجل چندرہویں شعبان کی رات میں آسمانِ دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور اس رات ہر کسی کی مغفرت کر دی جاتی ہے، سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے، یا ایسے شخص کے جس کے دل میں بغض ہو۔“ (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ”۳۵۴۶“: ۵/۳۵۷، مکتبۃ الرشد)

ترجمہ: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) جانتی بھی ہو یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے، اللہ عزوجل اس رات اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتے ہیں، اور بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتے ہیں، رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتے ہیں، اور دلوں میں کسی مسلمان کی طرف سے بغض رکھنے والوں کو ان کی حالت پر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔“ (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ”۳۵۵۴“: ۵/۳۶۱، مکتبۃ الرشد)

ترجمہ: ”حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ ”آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات رحمت کی نظر فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتے ہیں، سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے اور دلوں میں کسی مسلمان کی طرف سے بغض رکھنے والوں کے۔“ (سنن ابن ماجۃ، رقم الحدیث ”۱۳۹۰“ مکتبہ ابی المعاطی)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ: ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شعبان کی پندرہویں رات اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نظر فرماتے ہیں، سوائے دو شخصوں کے باقی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں: ایک کینہ ور، دوسرے کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔“ (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث ”۶۶۴۲“: ۲/۱۷۶، عالم الکتب)

ترجمہ: ”حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے، ہے کوئی مغفرت کا طالب؟ کہ میں اس کی مغفرت کر دوں، ہے کوئی مانگنے والا؟ کہ میں اس کو عطا کروں، اس وقت جو (سچے دل کے ساتھ) مانگتا ہے اس کو (اس کی شان کے مطابق) ملتا ہے، سوائے بدکار عورت اور مشرک کے (کہ یہ اپنی بداعمالیوں کے سبب اللہ کی عطا سے محروم رہتے ہیں)۔“ (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ”۳۵۵۵“: ۵/۳۶۲، مکتبۃ الرشد)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ: ”آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے اس رات یعنی شعبان کی پندرہویں رات میں کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے دریافت فرمایا کہ: یا رسول اللہ! کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس شب میں اس سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہیں، وہ سب لکھ دیئے جاتے ہیں، اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں، وہ سب بھی اس رات لکھ دیئے جاتے ہیں، اور اس رات میں سب بندوں کے (سارے سال کے) اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی مقررہ روزی (مقررہ وقت) پر اترتی ہے۔“ (الدعوات الکبیر للبیہقی، رقم الحدیث ”۵۳۰“: ۱۰/۱۴۶، غراس للنشر والتوزیع، الکویت)

ترجمہ: ”حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو موت کا فرشتہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک مرنے والوں کا نام (اپنی فہرست سے) مٹا دیتا ہے اور کوئی شخص ظلم، اور کوئی عورتوں سے نکاح کر رہا ہوتا ہے، اس حال میں کہ اس کا نام زندوں سے مُردوں کی طرف منتقل ہو چکا ہوتا ہے۔ شبِ قدر کے بعد کوئی رات اس رات سے افضل نہیں۔ اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر ہر ایک کی مغفرت فرما دیتے ہیں، سوائے مشرک، کینہ ور اور قطع رحمی کرنے والے کے۔“ (کنز العمال: ۳۳۳۱)

ترجمہ: ”(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ شعبان کی

چندرھویں رات ہے،اللہ تعالیٰ اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے،جن کی تعداد" قبیلہ کلب" کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے،مگر اس رات میں اللہ تعالیٰ مشرک،اور کینہ ور،اور رشتہ ناطے توڑنے والے (یعنی قطع تعلق کرنے والے) اور ازار (یعنی پاجامہ،شلوار وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے (لوگوں) اور ماں باپ کے نافرمان اور شراب کے عادی لوگوں کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرماتے۔" (شعب الایمان للبیہقی،رقم الحدیث "۳۵۵۶": ۵/۳۶۳، مکتبۃ الرشد)

ترجمہ:" حضرت عثمان بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: (زمین پر بسنے والوں کی) عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک طے کی جاتی ہیں، یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتا ہے اور اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں،حالاں کہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔" (شعب الایمان للبیہقی،رقم الحدیث "۳۵۵۸": ۵/۳۶۵، مکتبۃ الرشد)

ترجمہ:" حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ثواب کی امید سے عیدین کی راتوں میں قیام کیا (یعنی عبادت کے ذریعے ان کو زندہ کیا) تو اس کا دل اس (وحشت والے) دن زندہ رہے گا جس دن لوگوں کے دل (قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے) مردہ ہو جائیں گے۔" (شعب الایمان للبیہقی،رقم الحدیث "۳۴۳۸": ۵/۲۸۷، مکتبۃ الرشد)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:" ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعاؤں کو قبول کیا جاتا ہے،جمعہ کی رات،عیدالاضحیٰ کی رات، عیدالفطر کی رات، رجب کی پہلی رات،اور شعبان کی پندرھویں رات۔"

مذکورہ ارشادات کے علاوہ اور بہت سی روایات میں اس رات کے فضائل وارد ہوئے ہیں، اس وقت ان سب کا جمع کرنا مقصود نہیں،بس ایک خاص جہت سے ایک نمونہ سامنے لانا مقصود ہے۔وہ خاص پہلو یہ ہے کہ مذکورہ تمام احادیث میں جہاں عظیم الشان فضائل مذکور ہیں،وہاں بہت سے ایسے (بدقسمت) افراد کا تذکرہ ہے،جو اس مبارک رات میں بھی رب عزوجل کی رحمتوں اور بخششوں سے محروم رہتے ہیں۔ذیل میں ان گناہوں کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے،تاکہ تھوڑا سا غور کر لیا جائے کہ کہیں ہم بھی ان رذائل میں تو مبتلا نہیں! اللہ نہ کرے کہ ہمارے اندر ان میں سے کچھ ہو،اور اگر کچھ ہو تو اس سے بروقت چھٹکارا حاصل کر سکیں:

شب برأت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم افراد:

۱:......مسلمانوں سے کینہ،بغض رکھنے والا۔
۲:......شرک کرنے والا۔ ۳:......ناحق قتل کرنے والا۔ ۴:......بدکار" زنا کرنے والی" عورت۔
۵:......قطع تعلق کرنے والا۔ ۶:......ازار (شلوار، تہبند وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔
۷:......والدین کا نافرمان۔ ۸:......شراب پینے والا۔

۱:......کینہ،بغض:

کسی شخص پر غصہ پیدا ہوا اور یہ شخص کسی وجہ سے اس پر غصہ نہ نکال سکے تو اس کی وجہ سے دل میں جو گرانی پیدا ہوتی ہے اس کو" کینہ" کہتے ہیں،اسی کا دوسرا نام" بغض" بھی ہے۔کینہ وبغض محض ایک گناہ یا عیب نہیں،بلکہ یہ اور بہت سارے گناہوں کا مجموعہ ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ: غصہ سے کینہ اور کینہ سے" آٹھ" گناہ پیدا ہوتے ہیں ۱:......حسد۔ ۲:......شماتت۔ ۳:......سلام کا جواب نہ دینا۔ ۴:......حقارت کی نگاہ سے دیکھنا۔ ۵:......غیبت،جھوٹ اور فحش گوئی کے ساتھ زبان دراز کرنا۔ ۶:......اس کے ساتھ مسخراپن کرنا۔ ۷:......موقع پاتے ہی اس کو ستانا۔ ۸:......اس کے حقوق ادا نہ کرنا۔

(کیمیائے سعادت،ص:۳۳۳)

اس کے علاوہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ" کینہ ور کی بخشش نہیں کی جاتی۔" (مشکوۃ المصابیح ص:۴۲۷) اس جیسی اور بہت سی احادیث سے کینہ کی برائی اور مذمت سامنے آتی ہے،اس لئے غور کر کے اپنے آپ کو اس برائی سے بچانا از حد ضروری ہے،اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی کسی پر غصہ آئے فوراً اس کو معاف کر دیا جائے،ہر گز اس کے خلاف کسی بات کو دل میں نہ رہنے دیا جائے،اور اس سے میل جول اور سلام وکلام شروع کر دیا جائے۔

۲:......شرک:

اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات مختصہ میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے،شرک توحید کی ضد ہے،موجودہ دور میں شرک کی جتنی صورتیں مروج ہیں ان سب سے بچنا ضروری ہے،مثلاً: غیر اللہ کو مختار کل،نفع و نقصان کا مالک،زندہ کرنے اور مارنے پر قادر،بیمار کرنے اور شفاء دینے پر قادر، روزی میں وسعت اور تنگی پیدا کرنے پر قادر سمجھنا، انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظامؒ کے تقرب کے حصول کے لئے ان کے نام کی نذر و نیاز اور منت ماننا،ان کی قبروں پر سجدہ کرنا،ان کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر سمجھنا سب شرک کی اقسام ہیں۔پھر شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبر اور شرک اصغر،شرک اکبر کی تفصیل تو گزر چکی۔شرک اصغر میں

ریاکاری، بدشگونی اور غیر اللہ کے نام کی قسمیں کھانا وغیرہ شامل ہے، شرک کا انجام ہمیشہ کی دوزخ بتایا گیا ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ، وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا." (النساء:۱۱۶)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس کو تو بے شک نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، لیکن اس کے علاوہ جس کسی کو بھی چاہے گا بخش دے گا، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ یقیناً بڑی دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔"

۳:......ناحق قتل:

بغیر کسی شرعی عذر کے کسی کو ناحق قتل کرنا، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو سخت گناہ ہے، اور کسی ایمان والے کو قتل کرنا تو اس سے بھی بدترین ہے، ایسے شخص کے بارے میں قرآن پاک میں بہت سخت وعید آئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیْہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا." (النساء:۹۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قاتل کو ہمیشہ جہنم کی، اپنے غضب، اپنی لعنت اور سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔ موجودہ دور میں انسانی جان کی قیمت چند ٹکوں کے برابر بھی نہیں سمجھی جاتی، ذرا ذرا سی بات پر اور دنیاوی چند سکوں کی خاطر کسی کے سہاگ کو اجاڑ دینا، معصوم بچوں کو یتیم کر دینا، بوڑھے ماں باپ کی آخری عمر کے سہاروں کو چھین لینا، اور تجارتی وکاروباری مراکز کو خاکستر کر دینا ایک کھیل بن گیا ہے، اور قیامت کی علامات میں سے یہ علامت بھی سامنے آ چکی ہے کہ نہ مرنے والے کو پتہ ہے کہ کس نے مارا اور کیوں مارا اور نہ ہی مارنے والے کو۔

۴:......زنا:

کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ زنا بھی ہے، جو عورت یا مرد اس بدترین گناہ میں مبتلا ہو، اس کے لئے احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں، اور اگر اس عمل بد کو پیشے کے طور پر کیا جائے "جیسے موجودہ دور میں اس کا رواج عام ہو چکا ہے" تو یہ دوہرا گناہ ہے اور ایسی کمائی بھی حرام ہے۔ "شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی عورتوں پر ہوا جو اپنے پستانوں سے (بندھی ہوئی) اور پیروں کے بل لٹکی ہوئی تھیں، آپ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ زناکار عورتیں اور اپنی اولاد کو قتل کرنے والی عورتیں ہیں۔"

۵:......قطع رحمی:

اپنے اعزہ واقربا اور اپنے متعلقین کے حقوق ضروریہ ادا نہ کرنا قطع رحمی ہے، مثلاً: سلام کا جواب نہ دینا، بیماری کے وقت عیادت نہ کرنا، چھینک کا جواب نہ دینا، فوت ہو جانے پر بلا عذر اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا وغیرہ، یہ سب درجہ بدرجہ قطع رحمی میں شامل ہیں، ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قطع رحمی کرنے والا (قانوناً، بغیر سزا کے) جنت میں نہیں جائے گا۔" (بخاری ومسلم)

۶:......ازار (شلوار، پاجامہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانا:

مردوں کے لئے ٹخنوں سے نیچے شلوار، تہبند، پاجامہ، پینٹ، کرتا یا چوغہ وغیرہ لٹکانا، حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ: "ٹخنوں سے نیچے جو تہبند (پاجامہ وغیرہ) ہو، وہ دوزخ میں لے جانے والا ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۳۷۳، قدیمی) تکبر کی نیت ہو یا نہ ہو، ہر حال میں یہ گناہ ہے، اگر تکبر کی نیت ہو تو دوہرا گناہ ہے اور اگر نیت نہ بھی ہو تو اس فعل کا گناہ ہے۔

۷:......والدین کی نافرمانی:

والدین کی نافرمانی بہت سخت گناہ ہے، کئی احادیث میں والدین کی نافرمانی پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔" (نسائی، دارمی) قرآن پاک میں تو والدین کے سامنے "اُف" تک کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ آج کل والدین کی نافرمانی، ان کے آگے بولنا، ان کے حقوق ادا نہ کرنا عام ہو گیا ہے، اس سے اجتناب از حد ضروری ہے، ورنہ دنیا آخرت کا وبال اس کا مقدر بنے گا۔

۸:......شراب نوشی:

شراب نوشی کی ایک وعید پیچھے گزر چکی، یہ صرف ایک گناہ کبیرہ ہی نہیں، بلکہ یہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے، اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ: "میری امت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے، اور شراب کو دوسرا نام دیں گے، اور ان کے سامنے ناچنے اور گانے والی عورتیں ہوں گی، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیں گے یا ان کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔" لہٰذا شراب یا دیگر نشہ پیدا کرنے والی سب چیزیں مثلاً: وسکی، ہیروئن، بھنگ، وغیرہ سب حرام ہیں۔ آج موجودہ دور میں اس حدیث کے مناظر پوری طرح ہمارے سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اکابرین امت کے اقوال:

علامہ ابن الحاج مالکیؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس رات کے بڑے فضائل ہیں اور بڑی خیر والی رات ہے، اور ہمارے اسلاف اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس رات کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتے تھے۔"

(المدخل لابن الحاج:۱/۲۹۹)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ:

"شام کے مشہور تابعی خالد بن لقمانؒ وغیرہ اس رات کی بڑی تعظیم کرتے اور اس رات میں خوب عبادت کرتے۔" (لطائف المعارف:۱۴۳)

علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ:

"اور مستحب ہے شعبان کی پندرہویں رات بیداری کرنا۔" (البحرالرائق:۲/۵۲)

علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں کہ:

"مستحب ہے شعبان کی پندرہویں رات عبادت کرنا۔" (الدرمع الرد:۲/۲۴،۲۵)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں کہ:

"بیشک یہ رات شب برأت ہے اور اس رات کی فضیلت کے سلسلے میں روایات صحیح ہیں۔" (العرف الشذی ص:۱۵۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

"اس رات بیداری کرنا مستحب ہے اور فضائل میں اس جیسی احادیث پر عمل کیا جاتا ہے، یہی امام اوزاعیؒ کا قول ہے۔" (ماثبت بالسنۃ، ص:۳۶۰)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ:

"شب برأت کی اتنی اصل ہے کہ پندرہویں رات اور پندرہواں دن اس مہینے کا بزرگی اور برکت والا ہے۔" (بہشتی زیور، چھٹا حصہ، ص:۶۰)

کفایت المفتی میں ہے کہ:

"شعبان کی پندرہویں شب ایک افضل رات ہے۔" (۱/۲۲۵،۲۲۶)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

"شب قدر و شب برأت کے لئے شریعت نے عبادت، نوافل، تلاوت، ذکر، تسبیح، دعاء واستغفار کی ترغیب دی ہے۔" (۳/۲۶۳، جامعہ فاروقیہ کراچی)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ فرماتے ہیں:

"واقعہ یہ ہے کہ شب برأت کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ دس صحابہ کرامؓ سے احادیث مروی ہیں، جن میں اس رات کی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ ان میں بعض احادیث سند کے اعتبار سے بے شک کچھ کمزور ہیں، لیکن حضرات محدثین اور فقہاء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر ایک روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہو، لیکن اس کی تائید میں بہت سی احادیث ہو جائیں تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔" (اصلاحی خطبات:۴/۲۶۳تا۲۶۵ ملخصاً)

شب برأت کی رسومات اور بدعات:

اس رات میں حد سے زیادہ عبادت کرنا، مسجدوں میں اجتماعی شب بیداری کرنا، مخصوص قسم کے مختلف طریقوں سے نوافل پڑھنا جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ نوافل وتسبیح کی جماعت کروانا، اسپیکر پر نعت خوانی وغیرہ کرنا، ہوٹلوں اور بازاروں میں گھومنا، حلوہ پکانے کو ضروری سمجھنا، خاص اس رات میں ایصال ثواب کو ضروری سمجھنا، قبرستان میں چراغ جلانا، اس رات سے ایک دن پہلے عرفہ کے نام سے ایک رسم، اس رات میں گھروں میں روحوں کے آنے کا عقیدہ، فوت شدہ شخص کے گھر جانے کو ضروری سمجھنا، کپڑوں کا لین دین، بیری کے پتوں سے غسل کرنا، گھروں میں چراغاں کرنا، گھروں اور مساجد کو سجانا، اور ان سب سے بڑھ کر اس رات میں آتش بازی کرنا۔ مذکورہ تمام امور شریعت کے خلاف ہیں، ان کا کوئی ثبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ سے نہیں ملتا، اس لئے ان تمام بدعات ورسومات کا ترک اور اس معاشرے سے ان کو مٹانے کے لئے کوشش کرنا ہر مسلمان پر بقدر وسعت فرض ہے۔

شب برأت میں کرنے کے کام:

آخر میں اس مبارک رات میں کرنے والے کیا کیا کام ہیں؟ ان کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اس رات کے فضائل کو سمیٹا جا سکے:

۱: نماز عشاء اور نماز فجر کو باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کرنا۔

۲: اس رات میں عبادت کی توفیق ہو یا نہ ہو، گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا، بالخصوص ان گناہوں سے جو اس رات کے فضائل سے محرومی کا سبب بنتے ہیں۔

۳: اس رات میں توبہ واستغفار کا خاص اہتمام کرنا اور ہر قسم کی رسومات اور بدعات سے اجتناب کرنا۔

۴: اپنے لئے اور پوری امت کے لئے ہر قسم کی خیر کے حصول کی دعا کرنا۔

۵: بقدر وسعت ذکرواذکار، نوافل اور تلاوت قرآن پاک کا اہتمام کرنا۔

۶: اگر بآسانی ممکن ہو تو پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا۔

واضح رہے کہ مذکورہ تمام اعمال شب برأت کا لازمی حصہ نہیں، بلکہ ان کا ذکر محض اس لئے ہے کہ ان میں مشغولی کی وجہ سے اس رات کی منکرات سے بچا جا سکے۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوت کانفرنس ڈی جی خان

مولانا غلام اکبر ثاقب

ڈیرہ غازی خان کے پوش علاقہ خیابان سرور میں بعض قادیانیوں کی کوٹھیاں قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کے مراکز ہیں۔ قادیانی آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ 1984ء کے نفاذ سے قادیانی تبلیغی سرگرمیاں بھی جاری نہیں رکھ سکتے۔ قادیانیوں کی ان سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا توڑ خیابان سرور ہی میں قائم ممتاز اور منفرد دینی ادارہ دارالافتاء والقضاء کے مدیر عظیم مذہبی اسکالر مولانا مفتی خالد محمود اپنے خطبات جمعۃ المبارک میں باقاعدگی سے لیتے ہیں۔ اس عظیم ادارہ کی طرف سے قاسم پارک خیابان سرور میں دوروزہ سالانہ فقید المثال ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے اس کانفرنس میں ملک وملت کے ممتاز مذہبی اسکالرز علماء اور مشائخ کو دعوت خطاب دی جاتی ہے۔

حسب سابق امسال بھی اپنی درخشندہ روایات کے مطابق یہ کانفرنس منعقد ہوئی، کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز نماز جمعہ سے قبل قاری محمد ادریس کی تلاوت اور محمد یعقوب کے نعتیہ کلام سے ہوا۔ امام اہل سنت علامہ محمد عبدالستار تونسویؒ ہر سال اس کانفرنس کا افتتاح اپنے خطاب سے فرماتے تھے، امسال یہ کانفرنس علامہ تونسویؒ کی یاد میں منعقد کی گئی اور افتتاحی خطاب کا اعزاز علامہ تونسویؒ کے صاحبزادہ مولانا محمد عمر فاروق تونسوی نائب صدر تحریک تنظیم اہل سنت پاکستان نے حاصل کیا۔ انہوں نے سورۃ الکوثر کے بارے میں فرمایا: تین آیات کی اس مختصر سورۃ مبارکہ کی پہلی آیت میں مقام مصطفیؐ کا تذکرہ ہے، دوسری آیت میں کام مصطفیؐ اور تیسری آیت میں دشمنان مصطفیؐ کا انجام مذکور ہے۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس نے ہمیشہ رہنا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے ختم نہیں کر سکتی۔ امریکا، برطانیہ، جرمنی، یورپین ممالک انجیل کو مانتے ہیں، لیکن ان ممالک کی سائنس اور ٹیکنالوجی عروج پر ہونے کے باوجود انجیل کو محفوظ نہیں رکھ سکی، انجیل کے نسخے ہر ملک میں مختلف اور تبدیل شدہ ہیں۔ قرآن مجید آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: سمندر دو ہیں، ایک پانی کا سمندر ہے جو ہیرے جواہرات سے پُر ہے، لیکن اپنے غوطہ خوروں کو ہر غوطہ میں ہیرے جواہرات نہیں دیتا، دوسرا سمندر قرآن مجید ہے جس میں علم کے ہیرے جواہرات ہیں، اس میں جو شخص غوطہ خوری کرتا ہے وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹتا، بلکہ ہر وقت علم کے جواہرات سے مستفید ہوتا ہے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: اگر مجھے 90 ہزار زندگیاں ملیں اور ہر زندگی میں قرآن مجید کے علمی جواہرات حاصل کرتا رہوں، میری ساری زندگیاں ختم ہوسکتی ہیں، قرآن مجید کے ہیرے اور جواہرات ختم نہیں ہوسکتے۔ قرآن مجید اللہ کی رحمت کا سمندر ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے بعد اعلان توحید فرمایا تو اہل مکہ دشمن بن گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں دی گئیں اور کہا گیا کہ اس پیغمبر کا مشن اس کی زندگی تک ہے، اس کی وفات کے بعد اس کا مشن ختم ہو جائے گا، پیغمبر اسلام اس بات سے افسردہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی، آپ کو ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا، آپ کا مشن قیامت تک جاری رہے گا۔ مولانا قاری جمال عبدالناصر نے کہا کہ گزشتہ سال علامہ تونسویؒ اس مقام پر موجود تھے، اب ان کی عدم موجودگی کا ہمیں شدت سے احساس ہو رہا ہے، انشاء اللہ ہم ان کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ عباسی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک رات سناٹا تھا، ظلمت تھی، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر محو استراحت تھے، طیبہ وطاہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے قدموں میں بیٹھی تھیں، عفیفۂ کائنات نے آپ سے پوچھا: آسمان کے ستاروں کی تعداد کتنی ہے؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ستاروں کی تعداد نہیں جانتا، تو سیدہ عائشہؓ نے دوسرا سوال کیا: آپ کے صحابہ اور آپ کی آل میں سے کوئی ایسا ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں؟ تو پیغمبر اسلام نے فرمایا: ہاں! عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں تو یہ سمجھتی تھی کہ میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں سب سے زیادہ ہیں پیغمبر اسلام نے فرمایا: عائشہؓ تو نے ستاروں سے زیادہ نیکیوں کے بارے میں پوچھا ہے، ساروں کی نیکیوں سے زیادہ نہیں پوچھا، عمرؓ کی تمام زندگی کی نیکیاں ابوبکرؓ کی ہجرت کی ایک رات کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں، صحابہ کرامؓ تمام امت کے محسن ہیں، دین اسلام کو تمام امت تک صحابہ کرامؓ نے بلاکم وکاست پہنچایا۔ اسلامیان پاکستان علماء کرام کی قیادت میں اسلامی انقلاب کے لئے کمربستہ ہوجائیں اور جاگیردارانہ نظام کے خاتمہ کے لئے علماء کرام کا ساتھ دیں۔

بعد نماز مغرب کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعتیہ کلام سے ہوا، متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں تین باتیں کروں گا نام مصطفیٰ، کام مصطفیٰ، مقام مصطفیٰ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پیغمبر کا نام ہے، رسول ہمارے پیغمبر کا کام ہے، خاتم النبیین ہمارے پیغمبر کا مقام ہے۔ محمد کا معنی ہے جس کی تعریف کی جائے، خدا نے محمدؐ نام رکھ کر محمد کا دفاع کردیا، جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرے گا وہ پہلے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے گا، پھر مذمت کرے گا، مدح کے بعد مذمت شرمناک فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی عزت وعظمت کو ہمارے دفاع سے بے نیاز کردیا۔ اللہ پاک ہوتو سبحان کہتے ہیں، نبی پاک ہوتو معصوم کہتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ پاک ہیں انہیں محفوظ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو علم وعمل دیا ہے تو اس کے مختلف مقامات ہیں، مقام اول کعبہ ہے، مقام آخر عرش ہے، انبیاء کرامؑ نے اللہ تعالیٰ سے علم وعمل لے کر امت کو دیا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم وعمل امت کو بھی دیا ہے اور انبیاء کرام کو بھی علم وعمل دیا ہے۔ رسالت کا معنی اللہ سے علم وعمل لینا ہے اور امت کو علم وعمل دینا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ علم وعمل لینے کی ضرورت ہے، نہ علم وعمل دینے کی ضرورت، تو مرزا غلام احمد قادیانی کیوں آیا؟ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بالذات ہے، باقی انبیاء کی نبوت بالعرض ہے۔ ہمارے نبی کی نبوت بلا واسطہ ہے، باقی انبیاء کرامؑ کو نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی اول بھی ہیں، نبی آخر بھی ہیں، نبوت چلی بھی آپؐ سے ہے، نبوت ختم بھی آپ پر ہوئی، نبوت بالعرض نبوت بالذات پر ختم ہوتی ہے۔

ہمارے نبی کا نام بھی اعلیٰ ہے، کام بھی اعلیٰ ہے، اور مقام بھی اعلیٰ ہے۔ نبی کا ایمان اصل ہوتا ہے امت کا ایمان نسل ہے، جو کلمہ پڑھے اس کا ایمان نسل، جس کا کلمہ پڑھا جائے اس کا ایمان اصل ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کرامؑ بھی ایمان لائے، امت بھی ایمان لائی۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں آپ کا ایمان اصل ہے، باقی انبیاء کا ایمان نسل ہے۔

حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی مدظلہ نے فرمایا: آج ایک اسلامی مملکت میں ہمیں حضرت محمدؐ کی ختم نبوت اور عزت و ناموس کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ ہم نعرہ تو لگاتے ہیں: غلام ہیں، غلام ہیں، رسولؐ کے غلام ہیں، لیکن ہماری شکل وصورت رسول اکرمؐ کی سیرت کے خلاف ہے۔ صحابہ کرامؓ نعرے نہیں لگاتے تھے۔ لیکن وہ رسول کے غلام تھے۔ اسمبلی میں ہمارے علماء کرام نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

☆☆..............☆☆

پاکپتن میں مجلس کے عہدیداران کا انتخاب!

پاکپتن میں مولانا عبدالحکیم نعمانی (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) کی سرپرستی میں جامعہ خیرالعلوم میں علماء کرام کا اجلاس ہوا، جس میں مقامی باڈی تشکیل دی گئی:

امیر: مفتی عمار شاہد صاحب (مہتمم جامعہ خیرالعلوم پاکپتن)

نائب امیر: جناب اورنگزیب صاحب

ناظم: مولانا رشید احمد صاحب (مدرس فاطمۃ الزہرا للبنات)

ناظم تبلیغ: مولانا نثار بیگ صاحب (خطیب مکی مسجد پاکپتن)

ناظم نشرواشاعت: راقم مولوی محمد یوسف محمودی (خطیب جامع مسجد فردوس اقبال)

ناظم مالیات: معاویہ جاوید صاحب (حافظ دواخانہ پاکپتن)

اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو اخلاص کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تگ ودو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دورِ حاضر کا دجالی فتنہ!

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

فتنوں کی پیش گوئی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت میں فتنوں کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی، اس لئے فرمایا:

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ كَافِرًا، اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ كَافِرًا، یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا."

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۷۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ان فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے، جلدی جلدی نیک اعمال کرلو، جو فتنے کہ ایک تاریک اور سیاہ رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے، جس میں آدمی کو پتہ نہیں چلتا، سیاہ وسفید کا امتیاز نہیں ہوتا، آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، ...اللہ پناہ میں رکھے... شام کو مؤمن سوئے گا تو صبح کو کافر ہوگا، جس طرح تاریک رات میں سیاہی وسفیدی کا پتہ نہیں چلتا، اس طرح فتنوں کے دور میں خاص طور پر کمزور نظر والوں کو حق اور باطل کا پتہ نہیں چلتا، حق کیا ہے؟ باطل کیا ہے؟

ایمان وعقیدہ کی نگاہ کمزور ہے:

بہت سے لوگوں کو آپ نے یہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ یہ مولوی لڑاتے رہتے ہیں، اب ہمیں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ حق اور سچ کیا ہے اور جھوٹ اور باطل کون سا ہے؟ کیونکہ یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں۔ بھائی! نظر کمزور ہے اور راستہ تاریک ہے، سیاہ کپڑے کا اور سفید کپڑے کا پتہ نہیں چلتا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

فتنہ کی تعریف:

فتنے کی تعریف یہ ہے کہ باطل کو حق کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ عام آدمی کو حق اور باطل کے درمیان امتیاز مشکل ہوجاتا ہے، اس اُمت میں بہت سے فتنے اُٹھے اور الحمدللہ! ان کا سر کچل دیا گیا۔

دجال کا فتنہ سب سے بڑا:

ان فتنوں میں سے ایک یہ قادیانی فتنہ ہے، اور میرا اندازہ یہ ہے کہ اس کے بعد سب سے بڑا فتنہ صرف ایک ہی باقی ہے، اور سب سے بڑا فتنہ وہی ہوگا، اور وہ ہے مسیح الدجال کا فتنہ!

دجال ایک سال دو مہینے اور دو ہفتے رہے گا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق کانا دجال نکلے گا، وہ دنیا میں چالیس دن رہے گا، ان چالیس دنوں کا پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر، اور باقی سینتیس کے بارہ میں فرمایا کہ تمہارے دنوں کے برابر۔ اس سے سنتالیس دن کا ایک مہینہ ثابت نہیں ہوتا، گویا اس کا فتنہ ایک سال دو مہینے اور دو ہفتے رہے گا، اتنی تھوڑی سی مدت میں وہ پورے عالم میں پھیل جائے گا اور تمام لوگوں کو گمراہ کردے گا۔

فتنۂ دجال سے بارہ ہزار مرد، سات ہزار عورتیں محفوظ رہیں گی:

فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ایک تابعی سے یہ روایت نقل کی ہے اور بقول حافظؒ اس تابعی تک، اس کی سند صحیح ہے کہ دجال کے فتنہ سے صرف بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں بچیں گی... اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے... اس وقت اس کی شدت کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے، وہ ایک مستقل موضوع ہے۔

(فتح الباری ج:۱۳ ص:۹۲)

دجال کا حلیہ:

دجال آنکھ سے کانا ہوگا، اور ایک آنکھ سے بھینگا ہوگا، یعنی اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی یعنی بالکل سپاٹ، اور دوسری انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، گویا یہ شخص اتنا بدنما ہوگا کہ داہنی آنکھ سرے سے ہوگی ہی نہیں، اور بائیں ہوگی تو سہی مگر وہ پھوٹی ہوئی اور انگور کے دانے کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، وہ گدھے پر سوار ہوگا، مگر دعویٰ کرے گا خدائی کا۔

دجال کی شعبدہ بازیاں:

دجال اپنے شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعہ سے... جن کو لوگ خدائی کا کارنامہ سمجھیں گے ...تمام مادّی وسائل پر قبضہ کرلے گا، جو لوگ اس کو ماننے والے ہوں گے، ان کے مویشی شام کو خوب پیٹ بھرے ہوئے واپس آئیں گے، اور جو اس کو نہ ماننے والے ہوں گے ان کے مویشی بھوکے آئیں گے، اس کے ماننے والوں کی زمین میں غلہ ہوگا، اور نہ

مانے والوں کی زمین میں غلہ نہیں ہوگا، مسلمان ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوجائے گا، بچے بلبلائیں گے، اور اس کے ماننے والی عورتیں ٹھیک ٹھاک ہوں گی، وہ زمین کے خزانوں کو حکم دے گا تو وہ نکل کر اس کے پیچھے چل پڑیں گے، ایک اعرابی کو کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں اور وہ تسلیم کریں کہ میں خدا ہوں تو تو مجھے خدا مان لے گا؟ وہ کہے گا: ہاں تب مان لوں گا! دجال کہے گا: اچھا تا ان کی قبر کہاں ہے؟ وہ ان کی قبر پر جائے گا اور اس کے ماں باپ کا نام لے کر کہے گا: کھڑے ہوجاؤ تو شیاطین اس کے ماں باپ کی شکل میں آجائیں گے، بالکل اسی شکل، اسی لب ولہجہ اور اسی انداز گفتگو میں وہ کہیں گے کہ یہ سچا رب ہے، اس کو مان لو، ہم تو مر کے دیکھ کے آئے ہیں۔

فتنۂ دجال کی سرکوبی کے لئے حضرت عیسیٰ کے نزول کی حکمت:

بھلا اس سے بدتر کوئی فتنہ ہوسکتا ہے؟ اس فتنے کا قلع قمع کرنے کے لئے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، کہنا چاہئے کہ اس وقت کے علماء، صلحاء، نیک لوگ ان کی مجموعی قوتیں، رُوحانی طاقتیں دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہوں گی۔

دورِ حاضر کا دجالی فتنہ:

اس فتنہ کی مانند اور اس فتنہ کا ہم سنگ مرزائی فتنہ ہے، جس نے بلاشبہ اُمت کو اپنے دجل و تلبیس سے نیم جان کردیا ہے، اور گزشتہ سوا سو سال سے اُمت اس سے نبرد آزما ہے، بڑی مشکل سے اس کو کافر قرار دے کر اُمت کو اس کی زہرناکی سے محفوظ کیا گیا، مگر اب بھی وہ اُمت کو زخمی سانپ کی طرح کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے، اب میں اس کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

فتنۂ قادیانیت کی اِبتدا اور تعاقب کی رُوئیداد:

براہینِ احمدیہ نامی کتاب لکھی ہے (۱۸۸۴ء میں بمطابق ۱۳۰۱ھ) اس میں اس نے اپنے دجالی الہامات لکھے ہیں۔ علمائے لدھیانہ میں سے مولانا محمد، مولانا اسماعیل، مولانا عبدالعزیز تین بھائی تھے، انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ کافر ہے، لوگ مولویوں کے خلاف ہوگئے، ۱۹۰۱ء تک مرزا یہ دعویٰ کرتا رہا کہ میں مجددِ اسلام ہوں، اور ۱۹۰۱ء میں اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں، لہٰذا وہ مسیح موعود میں ہی ہوں، جس کے آنے کا وعدہ ہے، اور جو دجال کو آکر قتل کریں گے، وہ میں ہوں۔

فتنے کی تعریف یہ ہے کہ باطل کو حق کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ عام آدمی کو حق اور باطل کے درمیان امتیاز مشکل ہوجاتا ہے

۱۸۸۴ء کے بعد کس سال حضرت عیسیٰؑ کا انتقال ہوا؟

ایک مرزائی سے میری گفتگو ہوئی، اس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے ہیں، میں نے کہا: ۱۸۸۴ء تک تو زندہ تھے، کیونکہ ۱۸۸۴ء میں غلام احمد نے لکھا ہے اور لکھا بھی اپنے الہام سے ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بتایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ زمین پر دوبارہ آئیں گے، اور ان کی پیش گوئی میں تجھے بھی شریک کرلیا گیا ہے، تو ۱۸۸۴ء کے بعد ۱۸۹۱ء تک چھ سال کا وقفہ ہے، سوال یہ ہے کہ ان میں سے کس سن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی تھی؟ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ! عجیب بات ہے کہ ۱۸۸۴ء میں وہ خود کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور کہتا بھی الہام کے حوالے سے ہے، مگر اب کہتا ہے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ تو بھی مسیح کی پیش گوئی میں شریک ہے، لیکن ۱۸۹۱ء میں ٹھیک اسی زبان سے کہتا ہے کہ: ''مجھے الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے'' اس سے کسی نے یہ تک نہیں پوچھا کہ بھیا یا بھیڑیا تیرے منہ میں کتنے دانت ہیں کہ ۱۸۹۱ء میں تو تو نے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں، اس کے دس سال کے وقفے سے ۱۹۰۱ء میں تو نے کہہ دیا کہ میں فل کمل نبی ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ جزوی نبی ہوں، یعنی لغوی نبی ہوں، ظلی نبی ہوں، بروزی نبی ہوں، دراصل یہ بھی اسرائیل کی ایجاد تھی، جس نے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کے لئے مختلف دعوے کئے، اور پھر ۱۹۰۸ء میں مرگیا، یعنی دعویٰ نبوت کے صرف آٹھ سال بعد۔

قادیانی اِشکال: اگر مرزا جھوٹا تھا تو...!

ایک قادیانی نوجوان، مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے مدرسہ میں آتا تھا، اور مناظرہ وغیرہ کرتا تھا، مولانا نے مجھے بلایا، وہ قرآن کریم کی یہ آیت پیش کررہا تھا:

''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيْلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ.''

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف سے کچھ باتیں گھڑ کر منسوب کرتے تو ہم ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، پھر ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے، مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرکے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا، وہ اس کو پیش کرکے گویا کہنا چاہتا تھا کہ مرزا صاحب نے تیئس سال تک اپنے الہامات بتائے مگر ان کو کچھ نہیں ہوا، تو

معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا نہیں تھا، اگر جھوٹا تھا تو اس کو زندہ نہ رہنے دیا جاتا؟

جواب:

اس پر میں نے کہا: مرزا کو تو ایک منٹ کی بھی نبوت نہیں ملی، آپ تیئس سال کی بات کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر دیتا تھا، مگر پھر مکر جاتا تھا، کبھی کہتا میں ظلی نبی ہوں، کبھی کہتا میری مراد یہ نہیں۔

جو یہ نہ جانتا ہو کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ وہ نبی کیسے؟

جو آدمی یہی نہ جانے کہ میں نبی ہوں یا نبی نہیں ہوں، اس کو کیا کہا جائے؟ چنانچہ مرزا محمود کہتا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے تک حضرت صاحب کو یہ ہی پتہ نہ چلا کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ دیکھو! نبی کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ نبی کس کو کہتے ہیں؟ یہ بیٹا کہہ رہا ہے اور اس کا خلیفہ، اور یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء سے پہلے جتنے موقعوں پر یہ کہا کہ میں نبی نہیں ہوں، وہ سب روایتیں منسوخ ہیں۔ خیر! یہ تو ایک مستقل موضوع ہے۔

تو میں نے کہا کہ: ۱۹۰۱ء کو سیدھا ہوا اور کہنے لگا کہ میں نبی ہوں، ورنہ کبھی کہتا تھا کہ میں لغوی نبی ہوں، کبھی کہتا کہ میں مجازی نبی ہوں، کبھی کہتا استعارے کے طور پر نبی ہوں، ظلی طور پر نبی ہوں، بروزی طور پر نبی ہوں، فلانی چیز پر نبی ہوں، یہ نبی تو نہیں، یہ تو مذاق ہے۔

دعویٰ نبوت سے اگلے دن مرزا کی ہلاکت:

یاد رکھو! جیسے اس زمانہ میں روزنامہ "جنگ" مشہور اخبار ہے، اسی طرح اُس زمانہ میں لاہور سے "اخبارِ عالم" کے نام سے ایک پرچہ نکلتا تھا، اس کی ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ تقدس مآب مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا انکار کر دیا، یہ سرخی تھی اور نیچے تفصیل ذکر کی گئی کہ اس کے ساتھ کسی کی گفتگو ہوئی تو کہا کہ میں تو نبی نہیں ہوں، ایسے ہی لوگ خواہ مخواہ مجھے بدنام کرتے ہیں، اور مجھے مولوی بدنام کرتے ہیں، میں نے تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

جب غلام احمد نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کا یہ پرچہ پڑھا تو اس نے "اخبارِ عالم" کے ایڈیٹر کو خط لکھا کہ آپ نے اپنے ۲۳ مئی کے پرچے میں یہ لکھا ہے کہ گویا میں نے اپنی نبوت سے انکار کر دیا ہے، یہ صحیح نہیں، ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اُس نے "اخبارِ عالم" کے ایڈیٹر کو جو خط لکھا اس کے الفاظ ہیں کہ: "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں، اور

آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قطعی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعی ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جو نبوت کا دعوے کرے یا مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر

میں اس دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔" مطلب یہ کہ مرتے دَم تک قائم ہوں۔

بہرحال لمبا خط تھا، اس کا خاص فقرہ تھا: "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں، اور میں اپنے دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں"۔ "اخبارِ عالم" کے ایڈیٹر نے مرزا جی کا خط ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو شائع کر دیا، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو اس کا خط چھپ کر آیا تو اسی دن دس بجے اللہ تعالیٰ نے اس کا چالان کر دیا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی۔

مرزا کو دعویٰ نبوت کے بعد ایک دن کی مہلت بھی نہیں ملی:

اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایک دن بھی اس کو دعویٰ نبوت کے بعد مہلت نہیں ملی، پھر چالان بھی اس طرح کیا کہ اللہ کی پناہ! یعنی وبائی ہیضہ سے مرا۔

مرزا طاہر سچا ہے تو باپ دادا جیسی موت کی دُعا کر دِکھائے:

میں نے انگلینڈ کے جلسے میں دو سال پہلے مرزا طاہر کو چیلنج کیا تھا کہ مرزا طاہر! میں بھرے مجمع میں کہتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو جھوٹا سمجھتے ہو، اپنے ابا کو جھوٹا سمجھتے ہو، اپنے دادا مرزا غلام احمد کو جھوٹا سمجھتے ہو، کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم جھوٹے ہیں چاہے لوگوں کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ اس لئے میرا یہ چیلنج ہے کہ اگر تم لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم سچے ہیں، تیرا دادا غلام احمد سچا تھا اور تیرا باپ مرزا محمود سچا تھا، اور تو سچا ہے، تو صرف یہ لفظ لکھ دے اور قومی اخباروں میں چھاپ دے کہ: "یا اللہ! میں دُعا کرتا ہوں میری موت ایسی آئے جیسی میرے باپ کی اور میرے دادا کی آئی تھی۔" بس زیادہ بات نہیں۔

میں اپنے اکابر کی سی موت کی دُعا کرتا ہوں:

میں نے اسی جلسے میں کہا تھا کہ اس پوری مسجد میں ہزاروں کا مجمع ہے، میں اس کو گواہ کر کے دُعا کرتا ہوں کہ: یا اللہ! مجھے ایسی موت نصیب فرما جیسی میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی، اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نصیب ہوئی تھی، بلکہ جیسے میرے شیخ تک، ہمارے تمام اکابر کو موت نصیب ہوئی، یا اللہ! مجھے بھی ایسی موت نصیب فرما... آپ بھی کہیں: آمین...! ٹھیک ہے ناں بھائی...؟ مجھے اپنی حقانیت کا یقین ہے، میں تو کچھ نہیں ہوں، مگر الحمدللہ! جو میرے بڑے تھے وہ برحق تھے، مجھے ان کی حقانیت پر ایمان ہے، مرزا طاہر! اگر تجھے اپنی حقانیت کا یقین ہے، تو تو

دُعا کرکہ یااللہ! مجھے ایسی موت نصیب فرما جیسی مرزا غلام احمد اور میرے باپ مرزا محمود کو نصیب ہوئی تھی۔

مرزا کے دونوں راستوں سے غلاظت نکل رہی تھی:

مرزا غلام احمد کو وبائی ہیضہ ہوگیا تھا، اور اس کے دونوں راستوں سے نجاست نکل رہی تھی۔۔۔العیاذ باللہ۔۔۔ ہیضے کی حالت میں غیر ہضم شدہ غذا نکل رہی ہوتی ہے، وہ اُوپر کے راستے سے بھی نکلتی ہے اور نیچے کے راستے سے بھی نکلتی ہے، قے کی شکل میں، یا دوسری کسی شکل میں۔ تو اس موذی بیماری کے ساتھ مرزا غلام احمد کا ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو دس بجے انتقال ہوا، اور اسی دن اس کا یہ بیان بھی چھپ کر آیا کہ ”میں نبی اور رسول ہوں، اور میں اس دعویٰ پر قائم ہوں جو اس زندگی سے گزر جاؤں“ چنانچہ اس دعویٰ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اُسے پکڑ لیا، بھلا جو آدمی بات کرلے، پھر بات کرکے مکر جائے، کیا ایسا شخص رسول ہوسکتا ہے؟ ہاں جب اس نے پکی بات کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دن کی بھی اسے مہلت نہیں دی، بلکہ اس کی شہ رگ کاٹ دی۔

چند جاہلوں کی وجہ سے مرزا کا دعویٰ نبوت:

غلام احمد قادیانی، قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ مشرقی پنجاب میں پیدا ہوا تھا، اور ۱۹۰۱ء تک اس کو بھی پتہ نہ چلا کہ نبوت کیا ہوتی ہے؟ لیکن جب اس کے چند جاہل مریدوں اور بے وقوف قادیانیوں نے اسے کہنا شروع کردیا کہ تو نبی ہے، جیسے میرے متعلق کہتے ہیں کہ ”حکیم العصر“ ہے، میں بھی بیوقوف ہوں جو کہ اپنے آپ کو حکیم سمجھوں، چند لوگوں نے اس کو مسیح موعود کہنا شروع کردیا، اور چند بیوقوفوں نے اُسے نبی کہنا شروع کردیا، تو مرزے کو خیال ہوا کہ میں بھی نبی ہوں، چنانچہ اس کا بیٹا مرزا محمود کہتا ہے کہ ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب کو نبوت کا خیال پیدا ہوا، اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کردیا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے کی یہ سابقہ بات کافی ہے، بیٹا بھی وہ جو اس کا خلیفہ ہے، اس طرح مرزا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرتا رہا، اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ سے کھیلتا رہا، یہاں تک کہ مسلمانوں کے ایمان کی حالت اتنی کمزور ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبوت کا دعویٰ کرنے والا، دعویٰ کرتا ہے، اور دعویٰ بھی وہ کرتا ہے جس کا نام غلام احمد ہے، جو آنکھوں سے بھینگا، ہاتھ سے ٹنڈا (لنجا) اور پاؤں سے اعرج تھا، مرزا کا بچپن میں چوٹی سے گر کر سیدھا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا، حتیٰ کہ چائے کی پیالی بھی اس ہاتھ سے نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ چنانچہ ”سیرت المہدی“ کا مصنف اور مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ حضرت صاحب جب نماز کے لئے اُٹھتے تھے تو بائیں ہاتھ سے اس کو سہارا دیتے تھے۔ بہرحال مرزائی فتنہ چلتا رہا، چلتا رہا، چلتا رہا، اور قادیانی اپنے بارے میں کہتے رہے کہ ہم مسلمان ہیں، بلکہ ہم ہی مسلمان ہیں، اور احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

قادیانیوں سے ہمارا جھگڑا:

ہمارا قادیانیوں سے دو باتوں پر جھگڑا تھا، ایک یہ کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے، چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہونے والا مسیح نہیں ہوسکتا۔

دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا امکان ہی نہیں، جیسے کلمہ اسلام ”لا الٰہ الا اللہ“ (نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے) کے اقرار کے بعد اللہ کے سوا کسی ظلی، بروزی، حقیقی، مجازی، اشارہ، کنایہ والے کسی چھوٹے بڑے اور ماتحت خدا کی گنجائش نہیں، اور نہ ہی استعارہ کے رنگ میں کوئی دوسرا خدا ہوسکتا ہے، اسی طرح ”لا نبی بعدی“ کے ”لا“ کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں ہے۔

امیر شریعتؒ اور لائے نفی جنس کی تشریح!

ہمارے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بطور لطیفہ کے فرماتے تھے، ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ“ میں ”لَا“ کے بعد آگے آگیا ”اِلَّا“ یعنی کوئی معبود ہی نہیں مگر اللہ۔ اس ”اِلَّا“ نے آکر رکاوٹ ڈال دی ورنہ اس ”لَا“ نے تو ایسی نفی کی تھی کہ اس نے تو خدا کا بھی تختہ نکال دیا تھا، حضرت شاہ صاحب اپنے مزاحیہ انداز میں یہ بات کیا کرتے تھے۔ دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) مگر مرزا ملعون کہتا ہے: نہیں! آپ کے بعد بھی نبی ہے، اور کم از کم ظلی، بروزی اور مجازی نبی تو آسکتا ہے۔ یاد رکھو! جس طرح ”لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ“ کے ”لَا“ کے بعد کسی اللہ کی گنجائش نہیں ایسے ہی ”لَا نَبِـیَّ بَعْدِیْ“ کے ”لَا“ کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش نہیں ہے، یہ ”لَا“ نفی جنس کا ہے، جو جنس نبی کی نفی کرتا ہے۔

حیات و نزولِ مسیح اور ختمِ نبوت کا منکر مسلمان نہیں:

تو میں عرض کررہا تھا کہ ہمارا قادیانیوں کے ساتھ ان دو عقیدوں میں اختلاف ہے، ایک حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرا ختم نبوت میں، قادیانی ان دونوں کا انکار کرتے ہیں، اور ان دونوں عقیدوں کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قطعی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعی ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جو نبوت کا دعوے کرے یا مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر۔ لیکن یہ کافر ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ ہم پکے مسلمان ہیں۔ ہم کہتے ہیں تم اپنے دین کا کوئی اور نام رکھ لو، اسلام نہ رکھو، پھر جو مسلمانوں کا برتاؤ ہوتا ہے اس کو دیکھو مگر یہ باز نہیں آئے، یہ ہر جگہ مسلمانوں کی سیٹوں پر قابض رہے۔ ☆☆

موجودہ معاشرہ... ایک نظر میں!

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

گزشتہ سے پیوستہ

نامحرم کے ساتھ تنہائی میں رہنے کی ممانعت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد جب کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے، تو وہاں ان دونوں کے علاوہ تیسرا فرد شیطان بھی موجود ہوتا ہے۔ (ترمذی)

شیطان کا کام معلوم ہی ہے کہ وہ گناہ کراتا ہے، جب بھی کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوگا تو شیطان بھی وہاں موجود ہوگا، جو دونوں کے جذبات کو ابھارے گا اور دونوں کے دلوں میں بدکاری کرنے کے وسوسے ڈالے گا، اسی وجہ سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ کسی غیر محرم کے پاس تنہائی میں رہنے کی ممانعت فرمائی۔ اس ممانعت پر بڑی سختی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے خواہ استاد ہو یا پیر ہو یا ماموں، پھوپھی، چچا اور خالہ کا بیٹا ہو، ان کے پاس تنہائی میں رہنے سے عورت کو پرہیز کرنا لازم ہے اور مردوں کو بھی کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں اٹھنے بیٹھنے سے بچنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

عورتیں راستوں کے درمیان نہ چلیں:

حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے اور مرد و عورت وہاں سے گزر رہے تھے راستہ میں مرد و عورت (اس طرح سے) مل گئے کہ (سب اکٹھے گزرنے لگے) اور عورتیں ایک طرف کو نہ تھیں، گو عورتیں پردہ میں تھیں، مگر راستہ کے درمیان یہ ماجرا دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اے عورتو! پیچھے ہٹو، تمہیں راستہ کے بیچ میں چلنے کی اجازت نہیں ہے، تم راستہ کے کناروں پر ہو کر گزرو۔'' راوی کہتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد کے بعد عورتیں راستہ کے کناروں پر اس طرح چلتی تھیں کہ راستہ کے دائیں بائیں جو دیوار ہوتی تھی، اس سے چپکی جاتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا کپڑا دیوار میں اٹکنے لگتا تھا۔ (ابوداؤد)

مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے کتنا پردہ ہے؟

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اور ننگے ہو کر دو مرد ایک کپڑے میں نہ لیٹیں، اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں ننگی ہو کر لیٹیں۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح عورت کا مرد سے پردہ ہے اسی طرح عورت کا عورت سے اور مرد کا مرد سے بھی ہے، لیکن پردوں میں تفصیل ہے۔ ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کسی بھی مرد کو کسی مرد کی طرف دیکھنا حلال نہیں، بہت سے لوگ آپس میں زیادہ دوستی ہو جانے پر پردہ کی جگہ، ایک دوسرے کو بلا تکلف دکھا دیتے ہیں، یہ سراسر حرام ہے، اسی طرح عورت کو عورت کے سامنے ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کھولنا حرام ہے اور کافر عورت کے سامنے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کی علاوہ جسم کا کوئی حصہ یا کوئی بال کھولنا درست نہیں، بچہ پیدا ہونے کے چند روز بعد جب غسل کرایا جاتا ہے تو گھر کی سب عورتیں اس کو ننگی کر کے نہلاتی ہیں اور رانیں وغیرہ سب دیکھتی ہیں، یہ بہت بڑی بے غیرتی اور حرام ہے۔

مسئلہ: جتنی جگہ میں نظر کا پردہ ہے، اتنی جگہ کو چھونا بھی درست نہیں ہے، چاہے کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ہی کیوں نہ ہو، مثلاً کسی بھی مرد کو یہ جائز نہیں کہ کسی مرد کے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ کو ہاتھ لگائے، اسی طرح کوئی عورت کسی عورت کے ناف سے نیچے کے حصہ کو گھٹنوں کے ختم ہونے تک ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ اسی وجہ سے حدیث بالا میں دو مردوں کو ایک کپڑے میں ننگے ہو کر لیٹنے کی ممانعت فرمائی ہے اور یہی ممانعت عورتوں کے لئے بھی ہے یعنی دو عورتیں ایک کپڑے میں ننگی ہو کر نہ لیٹیں۔

تالابوں، حوضوں اور کلبوں میں ننگا ہو کر غسل کرنے کی ممانعت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ (مشکوٰۃ: ۳۸۴، ترمذی ونسائی)

جوقوم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے محروم ہیں، حیاء وشرم سے خالی ہیں،انسان کانفس شرم وحیاء کی پابندی سے بچتا ہے،اس لئے جولوگ دین حق کے پابند نہیں ہوتے،شرم وحیاء سے بھی آزاد ہوتے ہیں،مل جل کرعورتوں اور مردوں کا نہانا اور پردہ کا اہتمام نہ کرنا،جاہلیت کی تہذیب قدیم میں بھی تھا اور اب تہذیب جدید میں بھی ہے،حجاز سے باہر عہد نبوت میں ایسے حماموں کا رواج تھا،جن میں مرد و عورت بغیر کسی پردہ کے اکٹھے ہوکر نہایا کرتے تھے اور یہ ان کے رواج اور سماج میں داخل تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو مردوں اور عورتوں کو ایسے حمام میں غسل کرنے سے منع فرمایا،پھر بعد میں مردوں کو تہبند باندھ کر نہانے کی اجازت دے دی (لیکن یہ اجازت اس شرط سے ہے کہ کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے) عورتوں کے لئے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت بدستور باقی رہی،کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کرے گی تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں گی،بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزا بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے، اس حالت میں اگر مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑے گی تو مزید کشش کا باعث بنے گی۔ترغیب وترہیب کی ایک روایت میں ہے کہ تہبند اور کرتہ اور دوپٹہ پہن کر بھی عورت کو مذکورہ بالا حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت فرمائی۔

ہمارے اس زمانے میں کلب بنانے اور اس کا ممبر بننے کا رواج ہے انہی کلبوں میں بعض کلب نہانے کے اور بعض تیرنے کے بنائے جاتے ہیں،مرد و عورت،لڑکے لڑکیاں اکٹھے مل کر نہاتے ہیں اور تیرتے ہیں اور تیراکی کے مقابلے کرتے ہیں،مردوں اور عورتوں کے ننگے جسموں کی بے پردگی ہوتی ہے،یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی پر آمادہ کرتا ہے،اس طرح کے کلب یورپ کے بے شرموں کی ایجاد ہیں، مگر افسوس ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے بھی اس طرح کے کلبوں کے ممبر بننے کو بڑا کارنامہ سمجھنے لگے ہیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔اگر کوئی کلب ایسا ہو جس میں صرف مرد نہاتے ہوں،تب بھی اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہ دیکھے ورنہ ارتکاب حرام کا گناہ ہوگا کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم ہونے تک کسی حصہ کو کسی کے سامنے کھولنا یا کسی ستر کا کوئی حصہ دیکھنا بھی سخت حرام ہے۔افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلے ہیں،کرکٹ،فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دین داری کے دعویدار اس مسئلہ کو بھول جاتے ہیں اور ستر دیکھنے دکھانے کو ذرا عیب نہیں سمجھتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمام میں غسل کرنے کی ممانعت کے بعد دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو،کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ہمارے اس زمانہ میں جس طرح بے پردگی کو لوازم ترقی میں داخل کرلیا ہے اور اس کے لئے مغربیت زدہ مجتہدین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح بے پردگی عام ہوجائے،اسی طرح بڑے بڑے عہدوں پر فائز لوگ جو یورپ اور امریکا کا جزو اعظم بنے ہوئے ہیں۔ان لوگوں کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ یورپ اور امریکا کے بے حیاء انسانوں کی تقلید میں عروج سمجھتے ہیں،اللہ کے رسول نے تو یہ فرمایا کہ جس دسترخوان پر شراب کا دور چل رہا ہوں،اس پر مت بیٹھو اور ان مدعیان دین ودانش کا یہ حال ہے کہ اسلامی جمہوریہ اور دینی حکومت کے نام پر جو دعوتیں کرتے ہیں ان کو بھی شراب کے ذریعہ رنگین کئے بغیر باز نہیں رہتے۔

شراب والوں پر لعنت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کو اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائے اس پر بھی۔(ابوداؤد،ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

”ولا تشرب الخمر فانها مفتاح کل شر“ (مشکوٰۃ المصابیح ص:۵۹)

یعنی:”شراب مت پی،کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔“

یہ ہر برائی کی کنجی ان لوگوں میں جو دنیا کے اعتبار سے اونچے طبقے میں شمار ہیں،خوب پی اور پلائی جاتی ہے اور ہر برائی کا ان لوگوں سے ظہور ہوتا رہتا ہے اور ان پر جو اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے،اس سے بچنے کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔

حیاء اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں،پس جب ان دونوں میں سے ایک اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح)

حیاء مومنین کی خاص صفت ہے جو قوم نبیوں کی تعلیمات سے دور ہیں،حیاء اور شرم سے ان کو کچھ واسطہ نہیں۔حیاء اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں یا تو دونوں رہیں گے یا دونوں رخصت ہوجائیں گے، بے پردگی اور اس کے لوازم اور دواعی سب کے سب اہل کفر کی دیکھا دیکھی نام نہاد مسلمانوں کے ماحول

میں رواج پائے ہوئے ہیں اور وہی لوگ مسلمان عورتوں کو پردے سے نکال کر بے حیائی کے پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، جو نبیوں کی اتباع سے زیادہ نصاریٰ کے احوال و عادات کو اپنائے ہوئے ہیں، ایسے لوگ بڑی مشکل میں ہیں، ان کا دل تو یہ چاہتا ہے کہ خوب آزادی اور بے حیائی کے ساتھ مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بازاروں اور پارکوں میں عریانی کے لباس میں دیکھیں، لیکن ساتھ ہی قرآن وحدیث کی تعلیمات کو غلط کہنے کی جرأت بھی کرنے کی ہمت نہیں، نہ یہ کہتے بنتا ہے کہ ہم اسلام کو چھوڑ چکے ہیں اور نہ عورتوں کو پردے میں دیکھنا گوارا کرتے ہیں، جو لوگ بے پردگی کو رواج دینے کی کوشش میں اور اپنی بہو بیٹیوں کو یورپین لیڈیوں کی طرح بے حیاء اور بے شرم بنا چکے ہیں اور ان کے عریاں لباس سے اپنے نفوس کو تسکین دینے کا راستہ نکال چکے ہیں، ان میں بہت سے تو ایسے ہیں جو محض نام کے مسلمان ہیں اور حیاء و شرم کے ساتھ ایمان کی دولت بھی کھو چکے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی درجے میں اسلام سے چپکے ہوئے ہیں مگر ان کی تقلید یورپ کا مزاج اور بے حیائی و بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ ان کو اسلام سے بالکل ہی ہٹا دے گی۔

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”انبیاء سابقین علیہم السلام کی باتوں میں جو ایک بات آج تک نقل در نقل چلی آرہی ہے کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو چاہے کر لے۔“

مسلمان کی شان ہے کہ شرمیلا ہو، بے شرموں کا اتباع نہ کرے، کافروں کی مشابہت سے اپنی ذات کو محفوظ رکھے، شرم و حیاء والا لباس پہنے، عورتوں کو پردہ میں رکھے، بچوں اور بچیوں کو دینی آداب اور اسلامی آداب سکھائے اور شرم و حیاء والا مسلمان بنائے۔ سورۃ ھود کی آیت کریمہ: ”ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار“ کے معنی کو سامنے رکھے اور اس کے معنی اور مفہوم میں بار بار غور کرے۔ دشمنانِ اسلام کے طور طریقے اختیار کرنے سے بچے اور اپنے حبیب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، سورۃ آل عمران میں فرمایا:

”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم“

ترجمہ: ”آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔“

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆.................☆☆

ترتیب جدید ایڈیشن

عقیدۂ ختم نبوت اور تردیدِ قادیانیت کے موضوع پر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تصنیف

تحفۂ قادیانیت

کامل ٦ جلدیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر وارتداد اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں لکھے گئے

بیسیوں مضامین و مقالات اور رسائل کا مجموعہ، عام فہم اور اچھوتا اندازِ تحریر، خوبصورت جلد، جاذبِ نظر سرورق

رعایتی قیمت صرف: 1200 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸۔اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115502, 0321-2115595, 021-34130020

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

نماز کی اہمیت!

مفکر احرار محترم جناب چوہدری افضل حق مرحوم نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک عظیم نام ہے، نامور ادیب اور مایہ ناز قلم کار تھے، آپ کی علمی کاوشوں میں سے ایک مقبول عام کتاب ”دین اسلام“ ہے، جسے افادۂ عام کے لئے ادارہ کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے

چوہدری افضل حق

کاش! مسلمان نماز میں آیات کے معنی سمجھتا۔ ہماری نمازوں کی کمزوری اور کم نتیجہ خیز ہونے کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمیں علم نہیں کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں جو نمازوں کو سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ دین کی دولت اکٹھی کرلیتے ہیں۔ انہیں جنت اور خوشی کا سیدھا راستہ نظر آنے لگتا ہے۔ ان کا عمل عبادت کا جزو ہو جاتا ہے، کیا تدبیر کریں کہ مسلمانوں کی نظر نماز کے معنوں پر پڑے؟ نماز حسن عبادت ہی نہیں بلکہ حسن عمل کی سب سے بڑی محرک ہے۔ اگر کسی زمانے میں مسلمانوں نے اس مشکل کا حل نکال لیا تو جانو زندگی کی دشواریوں کو آسان کرلیا۔ علمائے دین کا کام یہ ہے کہ سوچیں کہ نماز اپنی زبان میں بھی ادا ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو عربی زبان کو گھریلو زبان بنانے کی پوری سعی ہونی چاہئے۔ ارباب دانش جانتے ہیں کہ عربی کو عام کرنے میں سیاسی اقتصادی مکان اور زمان کی کتنی الجھنیں ہیں، پس نماز کے بارے میں اگر عربی زبان ضروری شرط ہے تو ہماری روحانی رفعت اور عمل کی پاکیزگی ایک بڑی مہم بن کے رہ جاتی ہے۔ مادری زبان کے سوا اور زبان کو سمجھنے کے لئے ایک عمر کی محنت شاقہ چاہئے۔ کوئی قوم انسانی تاریخ میں کامیاب نہیں ہوسکی کہ اس کے عوام دو زبانوں کو سمجھ سکیں۔ اللہ کے دین کو عام کرنے میں لسانی سوال ایک سد سکندری بن کے رہ گیا ہے، جہاں ملکوں کی سرحدات ملتی ہیں، وہاں روزانہ ملکیوں کے میل ملاپ سے بے ساختہ کچھ لوگ ایک دوسرے کی زبان سمجھنے لگتے ہیں، ورنہ اندرون ملک کے لوگ ایک زبان کے سوا دوسری زبان نہیں سمجھتے، نماز فرض کفایہ نہیں کہ چند آدمی ادا کریں تو باقی سب بچ جائیں۔ عربی زبان کو صحیح یا غلط ہم نے مذہبی زبان قرار دیا ہے۔ اس کے بغیر اگر عبادت ممکن نہیں تو ساتھ ہی یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ نماز اور قرآن صرف برکت کی چیز رہ گئی ہے۔ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہندوستان میں ہم نے اُردو کو عربی سے اہمیت دے رکھی ہے جو اکثر صوبوں کی زبانوں سے بالکل مختلف ہے۔ مادری زبان الگ، اُردو زبان الگ اور اس پر مذہب کا اصرار کہ عربی پڑھو۔ غلامی کا تقاضا کہ حکمرانوں کی زبان سیکھو، اہل وطن کی یہ ضد کہ ہندی کو فروغ دو، بے چارہ مسلمان چوراہے پر حیران کھڑا سوچتا ہے کہ کون سی راہ اختیار کرے؟ اسلام عوام کا مذہب تھا، عربی نہ جاننے کے باعث صرف علماء کے استعمال کی چیز رہ گیا ہے، اہل مذہب کی پکار یہ ہے کہ ہماری زندگی کی ہر حرکت قرآن سے ماخوذ ہو۔ خدا کا بڑا احسان ہوا کہ قرآن کے ترجمے ہوگئے۔ اسلام کا علم بڑھا اور کسی قدر سہولت پیدا ہوگئی، لیکن پچانوے فیصدی مسلمان ابھی لکھنے پڑھنے سے معذور ہیں، باوجود اس سہولت کے عوام قرآن پڑھنے سے معذور ہیں۔ مذہب کی محبت کی بنا پر عوام عربی میں قرآن پڑھنے کو ہی صرف قرآن پڑھنا سمجھتے ہیں۔ قرآن کے ترجمے کو سن کر ان کی طبیعت کو تسلی نہیں ہوتی، کیونکہ پشتوں سے یہی تعلیم ہے کہ نماز اور قرآن کو عربی میں پڑھنا ہی نماز اور قرآن پڑھنا ہے۔

(”دین اسلام“ سے ایک اقتباس از چوہدری افضل حق)

(جاری ہے)

ریلوے افسر قادیانی راجہ عرفان کی شرانگیزی کا نوٹس لیا جائے!

چناب نگر ریلوے اراضی مسلمانوں سے چھین کر قادیانیوں کو دینے سے حالات کشیدہ ہوسکتے ہیں

لاہور (پ ر) مرکز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں علماء اور دینی و مذہبی رہنماؤں کا اجلاس مولانا عزیز الرحمن ثانی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، قاری علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمن اختر، علامہ ممتاز احمد اعوان، قاری نذیر احمد، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عمر حیات و دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں محکمہ ریلوے کے کلیدی عہدے پر فائز قادیانی راجہ عرفان کی محکمہ ریلوے اور بالخصوص چناب نگر میں ریلوے اراضی مسلمانوں سے چھین کر قادیانیوں کو دینے کی شرانگیز حرکت پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ ایسا بدترین قادیانیت نواز پورے ملک کے حالات کو کشیدہ بنا سکتا ہے۔ لہٰذا اس سے قبل کہ ملکی حالات خراب ہوں، حکومت وقت فی الفور ریلوے افسر قادیانی راجہ عرفان کی شرانگیزیوں کا سخت نوٹس لے کر قانونی کاروائی کرے اور چناب نگر کے مسلمانوں کے گھر گرانے کا ازالہ کیا جائے۔ بصورت دیگر دینی جماعتیں اس بدترین قادیانیت نوازی کے خلاف بھرپور تحریک چلانے پر مجبور ہوں گی۔

گذشتہ سال کی طرح
اس سال بھی

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ
کی قائم کردہ تعلیمی و اصلاحی درسگاہ دار العلوم سفینۂ رحمت میں

دورۂ تفسیر قرآن کریم و ردِّ فرقِ باطلہ

بطرز: حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

مفسر قرآن
حضرت درخواستیؒ کے تلمیذ خاص، علمی و فکری جانشین
حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر رحیم یار خان
بتاریخ ۹ شعبان المعظم تا ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ
بمطابق 18 جون تا 23 جولائی 2013ء

خصوصیات

★ قرآن کریم سمجھنے کیلئے ضروری قواعد وضوابط ★ قرآن کریم کے بنیادی اصول
★ ہر سورۃ کا موضوع وخلاصہ، ہر رکوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ
★ شانِ نزول، ربط بین الآیات، مشکلاتِ قرآن ★ سیاستِ انبیاء
★ خلافت اسلامیہ کی حقیقت، فرقِ باطلہ کی تردید اور علماء حق کے مسلکِ اعتدال پر روشنی ڈالی جائے گی۔

مدرسین کیلئے خصوصی نشست

جس میں صرف ونحو ودیگر فنون کی تدریس کا انداز سکھایا جائیگا۔
اس سعادت عظمیٰ میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی شرکت کر سکتے ہیں۔

الداعی الی الخیر
مولانا محمد طیب لدھیانوی

داخلہ کے خواہشمند حضرات 3 عدد تصاویر، سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں

نوٹ: طالبات اور خواتین کیلئے بھی دورۂ تفسیر میں شرکت کا انتظام کیا گیا ہے۔

بمقام
دار العلوم سفینۂ رحمت و جامع مسجد خاتم النبیین

گلشن یوسف، پوسٹ آفس سوسائٹی سیکٹر 13/A اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی فون
0321-9275680
0321-9264592
021-34647711
www.shaheedeislam.com info@shaheedeislam.com

Regd.SS160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486, 4783486